بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Islamabad, the 13 July, 1985

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (State Bank Building), Islamabad, at 9.30 a.m. Mr. Chairman (Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق وانتم تعلمون واقيموا
الصلوة واتوا الزكوة واركعوا مع الراكعين اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتب افلا تعقلون
واستعينوا بالصبر والصلوة وانها لكبيرة الا على
الخشعين الذين يظنون انهم ملقوا ربهم وانهم
اليه راجعون ؏

ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔ اور نماز
پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کے آگے جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو۔ یہ کیا عقل کی بات
ہے کہ تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کئے دیتے ہو حالانکہ تم کتاب
خدا بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور رنج و تکلیف میں صبر اور نماز سے مدد لیا کرو
اور بے شک نماز گراں ہے مگر ان لوگوں پر گراں نہیں جو عجز کرنے والے ہیں۔ جو یقین
کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے
والے ہیں۔

Questions and Answers.

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سوالات ! جناب عبدالرحیم میر داد خیل صاحب !

LOCOMOTIVE FACTORY AT RISALPUR

33. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel**: Will the Minister for Railways be pleased to state :

(a) whether there is any proposal to establish a locomotive engine manufacturing factory at Risalpur, Nowshera; if so, the period required for its completion; and

(b) the value of the project ?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: (a) Yes. Pakistan Locomotive Factory is being set up at Risalpur. As per schedule prepared by Messrs Japan Railway Technical Service (JARTS)—Foreign Consultant, the factory is scheduled for completion by June, 1988 provided requisite funds are made available during the current 6th Five Year Plan.

(b) The estimated cost of the Project is Rs. 1272.97 million including a Foreign Exchange component of Rs. 506.44 million.

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ فیکٹری کے لئے کتنے ایکڑ زمین خریدی گئی ہے !

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, the exact figure is 257.6 acres.

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : اس کی قیمت موجودہ وقت میں کیا ہے ؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : اس کی قیمت جو ادا کی گئی ہے وہ ایک کروڑ چھیالیس لاکھ روپے ہے ۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, may I know whether any part of this foreign exchange component is being contributed by Japan?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, the entire foreign exchange component is being contributed by Japan.

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ! ۳۰ نمبر سوال میرا تھا جو قاضی کورٹس کے متعلق تھا ۔ اسی کے ساتھ اسی ڈاک میں اسی دن میں نے دوسرا سوال بھی بھیجا تھا جو قصاص و دیت کے متعلق تھا لیکن وہ نہیں آیا اور نہ ہی مجھے یہ جواب دیا گیا ہے کہ آیا وہ مسترد کر دیا گیا ہے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین : اس کا پتہ کر کے پھر آپ کو بتا دیتے ہیں ۔ اگلا سوال نمبر ۳۴ !

INCOME EARNED BY THE RAILWAYS FROM ZHOB SECTION

34. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel**: Will the Minister Railways be pleased to state:

(a) the total amount of income earned by the Railways from Zhob section from 1980 to 1984; and

(b) whether it is a fact that there is a plan under consideration to lay a main line on this section from Quetta to Peshawar; if so, the time that would be required for this purpose?

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: (a) The total amount of income earned by the railway from Zhob section during the financial years 1980-81 to 1983-84 was Rs. 0.504 million.

(b) There is, at present, no plan under consideration to lay a main line on this section from Quetta to Peshawar.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا ! چونکہ آمدنی کم بتلایا فرمایا گیا ہے تو ژوب سیکشن پر مسافروں کی کمی کی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں ؟

Nawabzada Abdul Ghafoor Khan Hoti: Sir, one possibility is that there are a few people in the area. Second problem can be that there is road available and they prefer to go by road than to go by rail.

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! کیا اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ ٹرینیں بہت سست ہیں اور ان کا ٹائم ٹیبل مناسب نہیں ؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب ! یہ وجوہات نہیں ہیں ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ژوب سیکشن پر ہفتہ میں ایک بار گاڑی جاتی ہے؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ھوتی : جناب ! اس وقت تو نہیں جاتی، مگر جاتی تھی۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا اب بھی روزانہ جا رہی ہے ؟

نوابزادہ عبدالغفور خان ہوتی : جناب اس وقت بالکل نہیں جا رہی ہے ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۳۵

CLOSURE OF BOLAN TEXTILE & OTHAL TEXTILE MILLS

35. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel**: Will the Minister for Production be pleased to state :

(a) whether the workers an other employees of the Bolan Textile Mills and Othal Textile Mills are paid their salaries inspite of the closure of these mills; and

(b) whether there is any proposal under consideration of the Government to re-start these Mills ?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: (a) Yes.

(b) Yes.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا ! انہوں نے فرمایا ہے "جی ہاں"۔ سب اچھا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کیا بولان ٹیکسٹائل ملز اور اوتھل ٹیکسٹائل ملز میں جو بے روزگار مزدور ہیں ان کے لئے آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل ہوگا ؟

جناب محمد خاقان عباسی : جناب سوال یہ تھا کہ کیا ان ورکرز کو تنخواہ مل رہی ہے یا نہیں مل رہی ہے۔ اس کا جواب تھا "جی ہاں" اور حکومت ۵۰ لاکھ روپے اس وقت تنخواہ مزدوروں کو دے رہی ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں ان ملوں کو کسی نہ کسی طریقے سے چلایا جائے۔ جس طرح سے جناب والا ! کو پتہ ہے کہ ہم نے کوشش کی ہے کہ کس طرح سے ان کو dis-invest کیا جائے، صوبائی حکومت کو بھی ہم نے کہا ہے کہ ان کو کس طریقے

سے چلایا جائے۔ اب بھی کوششیں جاری ہیں کہ ان کو کسی نہ کسی طرح چلایا جائے تاکہ جن مزدوروں کو تنخواہ مل رہی ہے اور وہ کام نہیں کر رہے ہیں، وہ کام پر لگ جائیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! بولان ملز اور اوتھل ملز بناتے وقت کیا یہ منصوبہ ان کے زیر غور نہیں تھا کہ ان کو آئندہ کس طرح چلایا جائے گا۔ گھر بنانا تو آسان ہے لیکن چلانا ذرا مشکل ہے۔ تو انہوں نے ان ملوں کو چلانے کا کیا انتظام کیا تھا؟

جناب محمد خاقان عباسی: جناب والا! یہ میرے علم میں نہیں ہے۔ ۱۹۷۴ء میں جب یہ ٹیکسٹائل ملز بنی تھیں تو اس وقت کیا آیڈیا تھا کہ کس لئے یہ بنائی گئیں لیکن جو کچھ میں نے فائلوں میں دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ یہ پسماندہ علاقہ تھا اور یہاں کے لوگوں کو کسی نہ کسی طرح سے آمدنی کے ذرائع مہیا کئے جائیں۔ ان وجوہات کی بنا پر یہ بنی تھیں اور یہی وجہ ہے کہ ابھی تک حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے یہ ٹیکسٹائل ملز چلنا شروع ہو جائیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! انہوں نے بجا فرمایا ہے لیکن کیا حکومت نے جو نئے اقدامات کئے ہیں ان کی وجہ سے کئی افسران کو نکالا گیا ہے، کیا یہ درست ہے؟

جناب چیئرمین: اس سے تو یہ سوال نہیں پیدا ہوتا۔

جناب میر حسین بخش بنگلزئی: جناب والا! وزیر موصوف صاحب کسی نہ کسی طرح ان ملوں کو چلانے کی کوشش کر رہے ہیں، تو اس میں کتنا عرصہ لگے گا؟

جناب محمد خاقان عباسی: جناب ہم کوشش کر رہے ہیں، صوبائی حکومت کو بھی ہم نے گذارش کی ہے کچھ مل اونر صاحبان جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں ان سے بھی ہم نے گذارش کی ہے، ہم dis-invest کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے وزیر اعظم صاحب سے اجازت لے لی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان کو dis-invest کر کے، پرائیویٹ ہاتھوں میں دے کر ان کو چلایا جائے۔ تو یہ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ وقت کا تعین نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں پانچ سے زیادہ ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔ اب آپ اس کو معاف ہی کر دیں۔ اگلا سوال لے لیتے ہیں۔

میر نبی بخش زہری: جناب بلوچستان کے لئے اس کی بہت اہمیت ہے۔ صرف ایک

[Mir Nabi Bakhsh Zehri]

ممبر ہی بولتا رہے ، دوسروں کو بھی جناب یہ حق دیں کہ وہ اس پر کچھ عرض کریں تاکہ ہاؤس کو آپ کے توسط سے معلومات حاصل ہو سکیں ۔

جناب چیئرمین : مجھے آپ کی رائے کی بہت قدر ہے جناب زہری صاحب لیکن یہ وقفہ سوالات ہے ۔ اس میں رائے نہیں دی جا رہی ۔ زیادہ سوال پوچھنے کا اسی کو حق ہوتا ہے جو سوال لاتا ہے ۔ اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ اپنا نیا سوال لا سکتا ہے ۔

اگلا سوال : مولانا کوثر نیازی صاحب ۔

BOOKS SUPPLIED TO MISSIONS ABROAD

36. ***Maulana Kausar Niazi**: Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the names of the authors, whose books have been purchased by the Ministry from the 5th July, 1977 todate, for being sent to different Embassies of Pakistan abroad, indicating also the number and value of such books?

Sahabzada Yaqub Khan: The book mentioned in the attached list have been purchased by the Ministry from 5th July, 1977 todate and supplied to our various Missions abroad.

S.No.	Title	Author/Publisher	No. of books sent	Amount	Remarks	Embassy to whom sent
1	2	3	4	5	6	7
				Rs.		
1.	Contemporary Pakistan.	Dr. Manzooruddin Ahmad.	178	19,224	Rs. 108 per copy.	To all Missions abroad.
2.	Naqoosh Rasul Number.	Muhammad Tufail.	50 sets of 13 volumes each.	68,750		To all Missions abroad.
3.	Where Mountains Meet.	Mr. Hanif Raza.	85	13,600	Rs. 160 per copy.	To all Missions abroad.
4.	The Beauty of Pakistan.	Graham Hancock.	408	20,400	Rs. 50 per copy.	To all Missions abroad.
5.	Tafheem-ul-Quran.	Maulana Abul Ala Maudoodi.	1 set of six volumes.	500		Dakar and Moscow at their own request.
6.	Quest of Identity.	Maj. Gen. (Retd.) Sher Ali Pataudi.	01	255		
7.	The Orakzai and Clans.	L. White King.	01	12,750		
8.	Economic Survey of the Muslim Countries.	S. S. Fatimi.	5	750	–	Jakarta.
9.	Deedawer.	Maulana Kausar Niazi.	164	7,380	–	All Missions.
10.	(i) Teshbihat Iqbal.	Prof. Nazir Ahmed.	4	17,925	–	Rangoon.
	(ii) Iqbal and Kashmir.	Dr. Salim Siddiqui.	4			
11.	(i) Importance of Salat & Zakat.	Malik Sirajuddin and Sons, Lahore.	23	279	–	Dakar.
	(ii) Namaz (Beliefs & Prayers).					
	(iii) Namaz with Illustration.					

S.No.	Title	Author/Publisher	No. of books sent	Amount	Remarks	Embassy to whom sent
1	2	3	4	5	6	7
	(iv) The Muslim at prayers.			Rs.		
	(v) Sura Juma.					
	(vi) Darud & Muqqaddas.					
	(vii) Celebration of Chelum.					
	(viii) Sura Rehman.					
	(ix) Sura Yasin.					
	(x) Dua Ganjul Arsh.					
	(xi) How to Perform Nikah.					
	(xii) How to offer Fateha.					
	(xiii) Shafai Tarteeb-us-salat.					
	(xiv) Panj Sura English Translation.					
	(xv) Virtues of Darood.					
	(xvi) Virtues of Tabligh.					
	(xvii) Six lessons of Islamic Tabligh.					
	(xviii) How to perform Hajj.					
	(xix) Kitab-us-Soeum.					
	(xx) Distortions about Islam in the West.					

S.No.	Title	Author/Publisher	No. of books sent	Amount	Remarks	Embassy to whom sent
1	2	3	4	5	6	7
				Rs.		
	(xxi) Qwaid Baghdadi Arabic/Eng./Roman.					
	(xxii) Part 1st	Do.				
	(xxiii) Part 30th	Do.				
12.	Secrets of the Self.	Nichelson.	2	45	—	Athens.
13.	Tafheem-ul-Quran (Vol. i to v)	Abu Ala Maudoodi.	5	205	—	Hanoi.
14.	(i) Quranic Ethics.	Mr. Muhammad Mazhr-ud-Din. Siddiqui.	5	140	—	Maputo.
	(ii) The Spirit of Islam.	Syed Amir Ali.				
	(iii) The Reconstruction of Religious thought in Islam.	Allama Mohammad Iqbal.				
	(iv) Islam at the cross roads.	Mr. Muhammad Asad.				
	(v) Muhammad Rasul Allah.	Dr. Hamiddullah.				
15.	Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah Annotated Bibliography (Vol. 1).	Quaid-e-Azam Academy.	1	180	—	Brasilia.
16.	Amir Khusro Dehelvi Hayat aur Shairey.	Prof. Mumtaz Hussain.	1	44	—	Moscow.
17.	Afghanistan Crisis.	Institute of Policy Studies, Islamabad.	6	306	—	Khartoum.
18.	(i) Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah Studies in Interpretation.	Sharif al Mujahid	11	386		Washington.

S.No.	Title	Author/Publisher	No. of books sent	Amount	Remarks	Embassy to whom sent
1	2	3	4	5	6	7
	(ii) **Quaid-e-Azam Mohammad** Ali Jinnah–an Annotated Bibliography.	Anis Khurshid.		Rs.		
	(iii) Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah–an annotated Bibliography.	Do.				
	(iv) Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah–A Chronology.	Sharif al Mujahid and others.				
	(v) Students Role in the Pakistan Movement.	Mukhtar Zaman.				
	(vi) With the Quaid-e-Azam during his last days.	Illahi Bakhsh.				
	(vii) Quaid-e-Azam Key Akhri Ayyam.	Do.				
	(viii) Quaid-e-Azam Muslim Press Ki Nazar Mayn.	Ahmed Saeed.				
	(ix) Asanji Azadija Agwan.	G.A. Allana.				
	(x) Millat Ka Pasban.	Karam Hydri.				
	(xi) Ideological Orientation of Pakistan.	Sharif al Mujahid.				
19.	Homage to Mustafa Kamal Ataturk	Bilal N. Simsir.	85	3,187.50	–	All Missions.
20.	(i) The Fourth Round.	Pak-American Commercial Ltd.	2	222.57	–	Stockholm.
	(ii) My Mission.					

Note.–All books, except those mentioned at serial Nos. 1, 2, 3, 4, 9 and 20 were supplied at the request of the Missions concerned.

جناب چیئرمین : مولانا صاحب! کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

مولانا کوثر نیازی : سب پہ چھوڑتا ہوں۔ جا چھوڑ دیا حافظ قرآن سمجھ کر۔

جناب چیئرمین : نورانی صاحب تو حافظ ہیں۔

مولانا کوثر نیازی : جناب بعض حفاظ کے اس میں نام ہیں۔

ایک معزز رکن : کیا وزیر صاحب بتائیں گے کو سندھ کے کسی رائٹر کی کتاب خریدی گئی ہے۔

جناب زین نورانی : کتابیں خریدنے کا ایک طریقہ فارن آفس میں ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ فارن مشن جہاں جہاں بھی ہو انہیں جس کتاب کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہاں پر requisition بھیجتے ہیں کہ کونسی کتاب انہیں چاہیئے۔ وہ خریدی جاتی ہے اور پھر وہ مختلف مشنز کو بھیجی جاتی ہے۔ اس کے لئے ایک علیحدہ بجٹ ایلوکیشن ہوتا ہے۔ اگر سندھی لٹریچر کوئی مشن بھی مانگے گا تو ہم یقینی طور پر انہیں سندھی لٹریچر بھی سپلائی کریں گے۔

جناب شاہ محمد خان : جناب والا! وزیر موصوف فرمائیں گے کہ کوثر نیازی صاحب نے ضمنی سوال کا حق اسی لئے چھوڑا ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ ان کو ملا ہے۔

جناب زین نورانی : جناب یہ بات غلط ہے کہ مولانا کوثر نیازی کو maximum share ملا ہے۔ ان کی کتابیں غالباً سات ہزار روپے کی خریدی گئی ہیں جبکہ دوسری کتابیں ایسی ہیں جو ۱۹ ہزار یا ۱۷ ہزار کی بھی خریدی گئی ہیں۔ تو سب سے زیادہ مولانا کوثر نیازی کو نہیں ملا ہے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Is "Azadi-e-Aqwam by G. Allana" not a Sindhi Book?

Mr. Chairman: It appears to be a Sindhi Book.

Mr. Zain Noorani: Yes Sir, My answer was that if any other Mission wants Sindhi literature, we shall be willing to supply as much as they want.

Mr. Chairman: One swallow does not make a summer.

اگلا سوال نمبر ۲۷

OFFICER'S & THEIR FAMILIES WHO RECEIVED MEDICAL TREATMENT ABROAD

37. ***Maulana Kausar Niazi**: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state the number of Officers from BPS-17 and above or their family members, who received medical treatment abroad at Government expense and the total expenditure incurred thereon from the 5th July, 1977 todate?

Malik Nur Hayat Noon: A total number of 349 Officers from BPS-17 and above or their family members have received medical treatment abroad at Government expense from 5th July, 1977 to 30th June, 1985. The details are given below :—

	Number	Expenditure
(i) Officers of the Federal Ministries Divisions, etc. (Federal Government servants.)	160	Rs. 34,086,236.00
(ii) Officers of the Banks, Corporations, autonomous and Semi-autonomous bodies.	110	Rs. 17,649,091.00
(iii) Officers posted abroad in our Missions.	79	Ministry of Foreign Affairs have been requested to provide us with the information in accordance with the Senate Question. The reply is awaited. The same will be placed on the table of the house as soon as the information is received from the Ministry of Foreign Affairs.
	Total :	Rs. 51,735,327.00

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! سرکاری افسران کے علاج پر جو خرچ ہوا ہے وہ فگرز پڑھ کر بتا دیں کہ ٹوٹل کتنا ہوا ہے۔ کیونکہ میں وہ فگرز نہیں پڑھ سکا ہوں۔

Malik Nur Hayat Noon: Sir, total is Rs. 51 million, 7 hundred thirty five thousand, three hundred twenty-seven.

Mr. Chairman: I think the question was different, the expenditure incurred on officers of the Federal Ministries.

مولانا صاحب آپ نے یہی دریافت کیا ہے یا کچھ اور کیا ہے؟

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! میرے خیال میں وزیر صاحب نے جواب تو صحیح دیا ہے۔

جناب چیئرمین: آفیسرز آف بنکس اور کارپوریشنز وہ بھی اس میں شامل ہیں۔

مولانا کوثر نیازی: ۱۵ پر تو ۱۷ ہزار چھ سو انچاس روپے کل خرچ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں ۱۷ ملین ہے۔ کوئی ایک اعشاریہ سات کروڑ روپیہ ہے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب اکادن ملین کیا ہوئے۔

جناب چیئرمین: ۵ کروڑ ۱۷ لاکھ ہوئے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! کیا یہ بیماریاں ایسی تھیں کہ اس کا علاج پاکستان میں نہیں تھا؟

ملک نور حیات نون: جتنے بھی لوگ باہر جاتے ہیں وہ تبھی جاتے ہیں جب یہاں علاج نہ ہوسکتا ہو یا ایسے ٹیسٹ انہوں نے کرانے ہوں جو یہاں نہ ہوسکتے ہوں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۳۸۔

MINISTERS WHO RECEIVED MEDICAL TREATMENT ABROAD

38. ***Maulana Kausar Niazi**: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state the names of Ministers, who obtained medical treatment abroad, at Government expense, for themselves and/or for their family members from the 5th July, 1977, till to-date, and the total amount of expenditure incurred on this account by the Government?

Malik Nur Hayat Khan Noon: The names of the Ministers, who obtained medical treatment abroad, at Government expense, for themselves and/or for their family members from the 5th July, 1977, till 30 June, 1985 are given as under:–

1. Mr. Abdul Qayum Khan, *Ex*-Interior Minister.
2. Maj. Gen. (Retd) S. Shahid Hamid, *Ex*-Minister for Information and Broadcasting.
3. Mrs. Saida Nasir W/o Dr. Nasiruddin Jogezai, *Ex*-Health Minister.
4. Air Marshal Inamul Haq, *Ex*-Minister for Works.
5. Dr. Nasiruddin Jogezai, *Ex*-Health Minister.
6. Raja Sikandar Zaman, *Ex*-Minister for Water and Power.

7. Mr. Ghulam Dastigir Khan, *Ex*-Minister for Labour and Manpower.
8. Mr. Ghulam Ishaq Khan, *Ex*-Finance Minister.
9. Mr. Mahmood A. Haroon, *Ex*-Interior Minister.
10. Mr. S. S. Pirzada, *Ex*-Law Minister.
11. Mr. Niaz Mohammad Arbab, *Ex*-Minister for Sports, Culture and Tourism.
12. Dr. Mohammad Afzal, *Ex*-Minister for Education.
13. Sahabzada Yaqub Khan, Foreign Minister.
14. Al-Haj Abbass Khan Abbassi, *Ex*-Minister for Religious Affairs.

An amount of Rs. 24,51,910.00 was incurred on their medical treatment abroad and return air travel.

مولانا کوثر نیازی: جناب صرف اماؤنٹ پڑھ دیں میں ریاضی میں بے حد کمزور ہوں۔

ملک نور حیات خان نون: کل اخراجات تو پہلے بتا دیئے ہیں کیا آپ علیحدہ خرچ پوچھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس میں اردو میں ہے چوبیس لاکھ اکاون ہزار نو سو دس روپے۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! کیا ان وزراء صاحبان کا بیرون ملک علاج کرانے کے لئے کسی میڈیکل بورڈ نے سفارش کی تھی؟

ملک نور حیات نون: جتنے بھی صاحبان گئے ہیں یہ پریذیڈنٹ، سی ایم ایل اے کی ڈائریکٹوریٹ کے تحت یا ان کی اجازت کے ساتھ as a matter of grace بھیجے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سوال کی نوعیت کچھ اور تھی۔ سوال یہ تھا کہ کیا ان کو بھی میڈیکل بورڈ نے سرٹیفائی کیا تھا کہ ان کو باہر جانے کی ضرورت ہے۔

ملک نور حیات خان نون: سب کا سرٹیفائی تو نہیں ہوا جناب!

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! اس میں عبدالقیوم خان وزیر داخلہ کا نام ہے وہ تو اس زمانے میں وزیر داخلہ نہیں تھے۔

جناب چیئرمین: ساتھ لکھا ہوا ہے ایکس انٹیرئیر منسٹر۔

مولانا کوثر نیازی : اردو میں وزیر داخلہ ہی لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : انگریزی میں اس کے ساتھ ایکس لکھا ہوا ہے۔ اس میں کوئی
ٹرانسلیشن کی غلطی ہے۔ اگلا سوال نمبر ۳۹۔

CONSTRUCTION OF BOLAN MEDICAL COLLEGE

39. ***Engineer Syed Muhammad Fazal Agha**: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state :

(a) whether it is a fact that construction of Bolan Medical College Quetta, was undertaken in 1974 at an estimated cost of Rs. 20 Million ;

(b) Its total cost as given in the proforma PC-I and its period of completion ;

(c) the expenditure incurred on it so far ;

(d) the amount required for its completion and the date of its completion now ;

(e) whether it is a fact that the cost and specification of the Complex have been revied ; if so, the reasons therefor ; and

(f) whether it is a fact that the said work has been suspended ; if so, why ?

Malik Nur Hayat Khan Noon: (a) The construction of Bolan Medical College, Quetta was started in 1973 by Provincial Government of Baluchistan at an estimated cost of Rs. 75.00 million.

(b) The project was originally approved at a cost of Rs. 75.00 million by ECNEC in May, 1973 which was later revised and approved for Rs. 250.00 million. Second revised PC-I for Rs. 478.468 million was submitted to the Planning and Development Division in January, 1981. They wanted it to be studied by PEPAC, who completed this study in December, 1983. This PEPAC study was

[Malik Nur Hayat Khan Noon]

given to our executing agency, i.e., Pak. P.W.D., for preparing the third revised PC-I which will be prepared after NESPAK completes its study in accordance with the ECNEC's decision, as to whether the building is located on siesmic fault or not.

(c) The expenditure incurred upto April, 1985 is Rs. 385.52 million with Foreign Exchange Component of Rs. 67.64 million.

(d) We shall get it determined from the Pak. P.W.D. after the study for the NESPAK is received.

(e) Yes the cost and specification have been revised. Reasons are increase in specification so as to conform to Quetta Municipal Corporation by-laws.

(f) Yes. Because ECNEC had directed that NESPAK should carry out a study to determine whether the apprehension that the Bolan Medical College, Quetta was situated on a siesmic fault was true or not.

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب چیئرمین صاحب کیا وزیر موصوف صاحب بتائیں گے کہ بولان میڈیکل کالج کے جو ٹینڈر ہوئے تھے تو اس وقت ٹینڈر ڈاکومنٹس اس کی کمپلیشن تاریخ کیا تھی۔

ملک نور حیات خان نون: جناب اس کی انکوائریز ہو رہی ہیں کہ یہ جو بولان میڈیکل کالج بن رہا ہے یہ ایسی جگہ نہ بن رہا ہو جہاں کوئی کام نہ ہو سکتا ہو جب تک رپورٹس ایکسپرٹس نہیں دیں گے اس کا کام دوبارہ شروع نہیں کیا جا سکتا۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب میرا سوال یہ ہے کہ ٹینڈر ڈاکومنٹس میں اس کی تکمیل کی آخری تاریخ کیا تھی اور یہ اب کب مکمل ہوگا۔

ملک نور حیات خان نون: مکمل ہونے کا تو سوال پیدا تب ہوگا۔ جب کام دوبارہ شروع ہوگا۔ ۱۹۷۳ء میں یہ کام شروع ہوا تھا۔ ۱۹۷۶ء میں جو اس وقت کے ایڈمنسٹریٹر تھے انہوں نے پاکستان پی ڈبلیو ڈی کے حوالے کر دیا تھا۔ ایک نیا پی سی ون فارم دوبارہ بھرا گیا تھا۔ اس میں سپیسیفکیشنز بدلے گئے تھے تاکہ ایک پروف بنایا جائے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میرا سوال سمپل تھا کہ

Date of completion from the original, what was the date of completion and now when it will be completed ?

جناب چیئرمین : فرماتے ہیں کہ ان کے پاس انفرمیشن موجود نہیں ہے۔ اس کے لئے فریش نوٹس دے دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : فریش نوٹس میرے سوال میں موجود ہے۔

جناب چیئرمین : بہر حال اب اس کے لئے اور کچھ کرنا پڑے گا۔ وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ چونکہ وہ فالٹ زون پر ہے اس لئے وہ کمپلیشن ڈیٹ نہیں دے سکتے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : جناب اوریجنل ڈیٹ تو بتا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین : بتا سکتے ہیں وہ ریکارڈ میں ہوگا۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : دوسرا یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ جب اس کا تخمینہ شروع میں ۷۵ ملین تھا اور اب تک اس میں ۳۸۵ ملین کی پیمنٹ ہو گئی ہے۔ اور فائنل انہوں نے بتایا ہے کہ ۴۷۸ ملین کی لاگت آئے گی اگر چینج ہوا ہے تو کیا چینجز اس میں آئی ہیں۔

ملک نور حیات خان نون : جناب جتنی چینجز آئی ہیں میں ساری پڑھ کر سنا سکتا ہوں۔ جناب اس کی اکاموڈیشن زیادہ ہو گئی ہے اس کا اپریشنز کا سکوپ زیادہ ہو گیا ہے۔ شاپنگ سینٹر ایڈ ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر، نرسز، سٹوڈنٹس کے لئے ہوسٹل ایڈ ہو گئے ہیں پانچ سو بیڈ پر ٹیچنگ ہاسپٹل ہوا ہے۔ اور وہ جو سٹیل وغیرہ ایکسٹرا ڈالتے ہیں اسے ارتھ پروف بنانے کے لئے اس کی وجہ سے کاسٹ کے estimates بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور کچھ وقت لگنے کی وجہ سے ایسٹیمیٹس بڑھے ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : جناب چیئرمین صاحب! جناب وزیر موصوف کیا یہ بتائیں گے کہ آیا یہ درست نہیں ہے کہ اس پر ٹائم زیادہ لگا ہے اور مارکیٹ میں ایسکلیشن کی وجہ سے رقم زیادہ ہو گئی ہے ورنہ اس میں کوئی چینجز نہیں ہوئی ہیں۔ کیونکہ ڈیٹ آف کمپلیشن پر یہ کمپلیٹ نہیں کروا سکے ہیں۔ اس کی وجہ سے اس کی اتنی زیادہ قیمت ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین : انہوں نے یہی فرمایا ہے کہ زیادہ وقت گزرنے سے اور انفلیشن کی وجہ سے ایک فیکٹر اس میں یہ بھی تھا کہ کاسٹ بڑھ گئی ہے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : جناب یہ بہت بڑا فیکٹر ہے کہ پچھتر ملین سے چار سو اٹھتر ملین پر چلے جائیں۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ ان کو کس وقت یہ خیال آیا ہے کہ یہ کوئٹہ میں واقع ہے اور

اس کی انہوں نے انکوائری شروع کر دی ہے اور اس کی اب کیا پوزیشن ہے کیا رپورٹ ہے۔

ملک نوز حیات خان نون: جناب اس کی رپورٹ اکتوبر ۸۴ میں مانگی گئی ہے سات مہینے کا وقت دیا گیا تھا وہ مئی میں آ جانی چاہیئے تھی، ابھی تک آئی نہیں ابھی تک اس کا انتظار ہے۔

جناب چیئرمین: سوال کی نوعیت کچھ اور تھی کہ کب یہ پتہ چلا کہ siesmic زون میں ہے یا فالٹ زون میں ہے جبکہ یہ پہلے پتہ ہونا چاہیئے تھا کہ یہ تمام کا تمام کوئٹہ siesmic یا فالٹ زون میں ہے۔ اگر آپ کے پاس انفارمیشن ہے تو فرما دیجئے۔

ملک نوز حیات خان نون: جی میں ٹائم مانگوں گا۔

جناب چیئرمین: اس کے لئے فریش نوٹس چاہیئے ہو گا۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: فریش نوٹس تو میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔ سوال میرا مکمل ہے۔ جواب جب چاہیں مجھے دے دیں جواب میں ان سے لوں گا۔ Sir, last question. اگر یہ siesmic زون میں ہے تو کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے جو یہ ۳۷۵ ملین کی انوسٹمنٹ ہوئی ہے۔ اس کا کیا بنے گا جو کہ قومی سرمایہ ہے۔

ملک نوز حیات خان نون: سر! جو ایکسپرٹ رپورٹ تیار کر رہے ہیں۔ اگر یہ آتی ہے کہ یہ siesmic زون میں ہے تو اس کی Specification میں تبدیلی لائی جائے گی اگر کوئی اتنی serious fault وہاں ہوئی کہ وہاں ہسپتال بننا ناممکن ہے تو پھر اس میں ضرور کچھ رقم ضائع ہوگی جو بچا سکتے ہیں بچائیں گے جو نہیں بچا سکتے نہیں بچے گی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میرا خیال ہے کہ رقم (Total) ہی ضائع ہوگی کیوں کہ اگر سیسمک زون میں ہوا تو رپورٹ (Against) ہوگی (Specification) تو کھڑے ہو گئے اس لیے آپ اب (structure) (change) نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ایسی تشویش کی کوئی بات نہیں جیسے

آپ نے فرمایا کہ تمام کا تمام کوئٹہ سیسمک زون میں ہے۔ پاکستان کا تمام ناردرن ایریا (siesmic) زون میں ہے یہاں پر بات (Geological fault) کی ہو رہی ہے آیا بولان میڈیکل کالج اس (fault) پہ واقع ہے جس سے خطرہ زیادہ ہو سکتا ہے۔ تو اسی کے متعلق وہ فرما رہے ہیں کہ اسی کی انکوائری ہو رہی ہے اور جب رپورٹ آجائے گی تو آپ کے سامنے پیش کی جائے گی۔

انجینئر سید محمد افضل آغا : وہی میں عرض کر رہا ہوں کہ

According to the agreement when the government stops the work, do you think that the amount to the Contractor for the labour (interruption) . . . .

جناب چیئرمین : سوال نہیں سنا گیا۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : سوال یہ ہے کہ ایگریمنٹ کے مطابق اگر گورنمنٹ کنٹریکٹر کا کام بند کرے تو کیا اس درمیانی وقفے میں گورنمنٹ کنٹریکٹر کو (Payment) ادا کرے گی؟

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ This is a function of the contract documents اس سٹیج پر (Commit) کرنا میرے خیال میں غالباً مناسب نہیں ہو گا۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : اس کا یہ مطلب ہے کہ انسانی مینول میں Government may pay extra money to him.

جناب چیئرمین : ہر ایک کنٹریکٹ میں یہ provided ہوتا ہے آپ پوچھیں کہ کتنا ضائع ہوا ہے۔

I presume some payment has been made and some is due. I will look into the matter.

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۱۴۸ ملک محمد علی خان صاحب۔

IMPORTED SPRAYERS & THEIR INDIGENEOUS MANUFACTURE

41. ***Malik Muhammad Ali Khan**: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the number of sprayers imported from abroad during the period from 1982 to 1984 and the foreign exchange spent on their import; and

(b) whether incentives were provided for the manufacture of these sprayers within the country ; if not, why ?

Kazi Abdul Majid Abid: The Ministry of Food and Agriculture are not directly concerned with the question. The information is however being collected from the agencies concerned, which will be place at the table of the House as soon as received.

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ سپلیمنٹری نہیں ہے ۔ ملک محمد علی خان اگلا سوال نمبر ۴۲ ۔

IMPORT OF INSECTICIDES

42. ***Malik Muhammad Ali Khan**: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the varieties of the crops for which insecticides are at the moment imported in the country and the foreign exchange expenditure incurred on it during the last five years;

(b) if so, the reasons for not manufacturing of insecticides in the country ; and

(c) whether it is a fact that 80% mark-up is worked out on the C&F price of the insecticides imported for the crops; if so, the reasons for charging such high mark up rates ?

Kazi Abdul Majid Abid: (a) Insecticides are being imported for all crops including vegetables and fruits.

An approximate amount of Rs. 2.794 billion in foreign exchange was incurred during the last five years on import of pesticides.

(b) No proposal for manufacture of pesticides in the country has been received so far from the private sector.

(c) Not 80% but 50–80% which also includes 18% local expenditure.

Mr. Chairman: Supplementary.

Haji Akram Sultan: Sir, may I ask the honourable Minister about the precautionary measures being taken for such poisonous insecticides, pesticides. Will the Government specify such necessary precautions?

قاضی عبدالمجید عابد: سر ہمارے پاس Pesticides رجسٹرڈ ہوتی ہیں جو Pesticides رجسٹرڈ نہیں ہوتیں ان کو ہم امپورٹ لائیسنس Allow نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین: جناب محمد اکرم سلطان صاحب۔

Haji Akram Sultan: These insecticides, pesticides have acquired shelf-life. Does the order placed ensure the consumption of these pesticides, insecticides within their shelf-life.

قاضی عبدالمجید عابد: جناب والا! ہم ساری وہ حفاظتی تدابیر اختیار کرتے ہیں جن سے پہلے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ ان سے انسانی جان کا کوئی نقصان ہو سکتا ہے۔

Haji Akram Sultan: My last question Sir, Particularly about the last cotton crop which was destroyed on a large scale on account of some insecticides or some disease for which the necessary precautionary measures were not foreseen. Have these factors been accounted for future, Sir.

قاضی عبدالمجید عابد: سر اس کے لیے فریش نوٹس چاہیے۔

Mr. Chairman: Fresh Notice.

جناب جاوید جبار : جناب والا ! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آئے دن ہم اخباروں میں یہ خبریں پڑھتے ہیں کہ Western countries میں وہ Pesticides اور insecticides جنکا ان کے ہاں استعمال ممنوع ہے ۔ ہمارے ملک میں بھیجی جاتی ہیں تو اس کے متعلق کوئی حکومت خاص اقدام کر رہی ہے کہ اس قسم کی کوئی بات نہ ہو ؟

قاضی عبدالمجید عابد : سر ! جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم سب چیزیں اپنے پورے نوٹس میں رکھتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی Pesticides جو ہماری فصلوں کو damage کر سکتی ہو یا ہماری انسانی زندگیوں کو نقصان پہنچا سکتی ہوں انکو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے ۔

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر محترم اس پر روشنی ڈالیں گے کہ جو Markup imported insectisides) پر حکومت چارج کر رہی ہے اگر ہم مان لیں کہ وہ ۳۲% سے ۶۲% فیصد تک ہیں ۔ یہ نفع حکومت کس میں لگاتی ہے ۔

قاضی عبدالمجید عابد : اس میں جناب والا ! یہ جو ہم نے مارک اپ دی ہیں اس میں Local expenses شامل ہیں اور جو ڈیلر کا کمیشن ہے وہ بھی اس میں شامل ہے اور ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہے جو پرائیویٹ سیکٹر میں ان (Prices) کو چیک کرتی ہے جب یہ مارک اپ (Prices) زیادہ ہو جاتی ہے تو ۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب جو دریافت کرنا چاہتے تھے ان کا مطلب یہ تھا کہ حکومت اس پر منافع کتنا کماتی ہے ، ڈیلرز کا کمیشن وغیرہ سب کو نکال کر ۔

قاضی عبدالمجید عابد : سر ! حکومت کے صرف ۵% سرچارج جو ہوتے ہیں وہی لیتی ہے ۔

جناب چیئرمین : لیکن اس میں پرائیویٹ سیکٹر کا خالص منافع کتنا ہوتا ہے ؟

قاضی عبدالمجید عابد : سر میں نے عرض کیا تھا کہ ۵۰ تا ۸۰ % تک اس میں لوکل expenses ہیں اور دوسرے بھی اس میں شامل ہیں ۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ اس کا detailed breakup موجود

نہیں ہے اس لیے (fresh notice) ہی دینا ہو گا۔

پروفیسر خورشید احمد: کیا وزیر محترم بیان فرمائیں گے کہ ایک ایسا آئیٹم جس پر تقریباً پانچ سو ملین سالانہ کا فارن ایکسچینج خرچ ہو رہا ہے۔ اب تک اس کے بارے میں احتیاط کیوں نہیں کی گئی حالانکہ وہ پاکستان کے لیے بڑا اہم تھا۔

(مداخلت)

قاضی عبدالمجید عابد: سر ہمارے پاس پلانٹ لگانے کیلئے locally raw material جو درکار ہے وہ موجود نہیں ہے اور ملک میں جو consumption ہے وہ زیادہ justified نہیں ہے۔ گورنمنٹ اس لیے اپنا پلانٹ نہیں لگا سکتی۔

Mr. Chairman: Next question No. 43.

(جواب ملیا ہے میرا خیال ہے کہ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔)

INCREASE IN PER HECTARE YIELD OF COTTON, WHEAT & PADDY

43. ***Malik Muhammad Ali Khan**: Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state :

(a) the average increase in the per acre yield of cotton, wheat, and paddy crops from 1980 to 1984, province-wise; and

(b) the expenditure incurred by PARC on these crops from 1980 to 1984, year-wise and crop-wise ?

Qazi Abdul Majid Abid: (a & b) A statement showing the requisite information has been placed on the table of the House.

(INFORMATION TO BE PLACED ON THE TABLE OF THE HOUSE)

(a) STATEMENT SHOWING PER HECTARE YIELD OF COTTON, WHEAT AND PRICE FROM 1980 TO 1984

(Yield per hectare/Kg.)

COTTON

	Punjab	Sind	% increase/decrease over last year	
			Punjab	Sind
1980-81	315	400	–	–
1981-82	307	413	(–) 2.5	(+) 3.3
1982-83	343	416	(+) 11.7	(+) 0.7
1983-84	185	315	(–) 46.1	(–) 0.3
1984-85	484	375	(+) 161.6	(+) 19.1

WHEAT

	Punjab	Sind	NWFP	Baluchistan	% increase/decrease over last year			
					Punjab	Sind	NWFP	Baluchistan
1980-81	1677	1889	1190	1284	–	–	–	–
1981-82	1541	2009	1183	472	(–) 8.1	(+) 6.4	(–) 0.6	(+) 14.6
1982-83	1691	2049	1211	1481	(+) 9.7	(+) 2.0	(+) 2.4	(+) 0.6
1983-84	1452	1925	1083	1560	(–) 14.1	(–) 6.1	(–) 10.6	(+) 5.3
1984-85	1610	2089	1097	1413	(+) 10.9	(+) 8.5	(+) 1.3	(–) 9.4
RICE								
1980-81	1282	2029	1588	2585	–	–	–	–
1981-82	1333	2177	1597	3137	(+) 3.9	(+) 7.3	(+) 0.6	(+) 21.4
1982-83	1311	2171	1599	3143	(–) 1.6	(–) 0.8	(+) 0.1	(+) 0.2
1983-84	1286	2048	1604	3107	(–) 1.9	(–) 5.7	(+) 0.3	(–) 1.1
1984-85	1379	2014	1587	3138	(+) 7.2	(–) 1.7	(–) 1.1	(+) 1.0

(2nd estimate)

(b) STATEMENT SHOWING YEAR-WISE AND CROP-WISE EXPENDITURE DURING 1980–84.

(In million Rupees)

	Cotton	Wheat	Rice
1980-81	6.9	0.79	1.06
1981-82	9.0	1.82	2.91
1982-83	8.1	2.40	1.39
1983-84	9.2	2.23	1.67

قاضی حسین احمد : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ developed countries کے مقابلے میں ہمارا yield کتنا کم ہے ؟

چیئرمین : کس چیز کا ؟

قاضی حسین احمد : کاٹن کا ۔

قاضی عبدالمجید عابد : سر! اس سوال کا براہ راست ہمارے ساتھ تعلق نہیں ہے بہرحال چونکہ ہم ایک ڈویلپنگ (country) ہیں۔ اس لئے ہم اس کو ان سے compare نہیں کرتے ۔

قاضی حسین احمد : میں یہ پسند کروں گا کہ آپ اسے مصر کے ساتھ compare کریں ۔

قاضی عبدالمجید عابد : اس کے لئے جناب فریش نوٹس کی ضرورت ہے ۔

جناب چیئرمین : فریش نوٹس کی ضرورت ہے ۔ اگلا سوال نمبر ۴۴ ۔

LACK OF MEDICAL FACILITIES FOR GOVERNMENT EMPLOYEES

44. ***Malik Haji Sadullah Khan**: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Government has failed to provide adequate medical facilities to its employees in the Government hospitals?

(b) whether it is also a fact that the procedure for reimbursement of the cost of medicines is highly cumbersome; and

[Malik Haji Sadullah Khan]

(c) whether the Government has any plan under consideration to give monthly medical allowance to its employees; if so, at what rate?

Malik Nur Hayat Khan Noon: (a) No.

(b) The procedure is not cumbersome. However, as it involves the payment in cash by the Government, proper scrutiny of the claim is to be carried out to meet the audit requirements.

(c) No.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال؟ ملک صاحب۔

ملک حاجی سعداللہ خان : ہسپتال اگر پتھر کا ہے تو بہت اچھا ہے لیکن اگر دوائی کے لئے ہے تو اس میں دوائی ملتی ہی نہیں۔ ہمیں دوائی چاہیئے۔ ہمیں ہسپتال کا پتھر نہیں چاہیئے۔ پتھر تو ہمارے پاس پہلے ہی بہت ہیں۔

جناب چیئرمین : سوال کو یوں سمجھ لیجیئے کہ کیا ان ہسپتالوں میں دوائی معقول اور تسلی بخش مہیا کی جاتی ہے یا نہیں؟

ملک نور حیات خان نون : جو رقم مہیا ہے اس کے مطابق پوری کوشش کی جاتی ہے اور آئندہ اس سے بھی بہتر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ملک حاجی سعداللہ خان : رقم کا تو ہمیں پتہ نہیں کہ مہیا ہے یا نہیں لیکن اگر آپ خود چکر لگالیں اور دیکھ لیں تو میں نے جو عرض کیا ہے اس کی تصدیق کر لیں گے۔

جناب چیئرمین : سوال یہ سمجھ لیجیئے کہ آیا آپ ان ہسپتالوں کا معائنہ کریں گے؟

ملک نور حیات خان نون : انشاءاللہ معائنہ کریں گے۔

جناب چیئرمین : جناب جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar: Will the honourable Minister, Sir, tell us whether the newspaper's report that a large quantity of defective store has been supplied to the Jinnah Hospital Karachi is correct Sir?

Mr. Chairman: It doesn't arise out of this question. I think, you want a fresh notice.

Malik Nur Hayat Khan Noon: Yes, Sir, I want a fresh notice.

جناب حمزہ خان پلیجو : کیا وزیر موصوف صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ جو دوائی ہسپتالوں کو دی جاتی ہے وہ مریضوں کے لیے استعمال نہیں ہوتی بلکہ بازار میں فروخت کر دی جاتی ہے کیا حکومت کے پاس ایسا کوئی انتظام ہے جس سے بازار میں دوائی فروخت کرنے کی روک تھام ہو سکے ۔؟

جناب چیرمین : یہ سوال ضمنی تو نہیں بنتا لیکن اگر وزیر صاحب جواب دینا چاہیں تو دے دیں ۔

ملک قدر حیات خان ٹوانہ : میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری کی جتنی بھی باتیں ہیں انشاء اللہ ہم اس پر توجہ دے رہے ہیں اور صوبائی وزیر صاحبان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے صلاح مشورہ کریں گے اور اس کے انسداد کی پوری کوشش کریں گے ۔ انشاء اللہ ۔

جناب شاد محمد خان : کیا وزیر موصوف صاحب بتلائیں گے کہ غلط طریقے پر جو (reimbursement) ہے اس سے حکومت کا بہت نقصان ہو رہا ہے اور ایک خاص طبقہ اس سے مستفید ہو رہا ہے آیا حکومت اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہے؟

Mr. Chairman: I think, it doesn't arise out of this question.

Mr. Shad Mohammad Khan: Question arises, Sir.

ملک قدر حیات خان ٹوانہ : اس کا جواب دیا جا چکا ہے ۔

Mr. Chairman: Since this raises a policy question which you cannot ask by way of questions and answers.

میرے خیال میں تین سے زیادہ سوال ہو چکے ہیں اب آگے چلنے دیں ۔ اگلا سوال نمبر ۴۵ ۔

MALARIA ERADICATION IN WAZIRISTAN

45. ***Malik Haji Sadullah Khan**: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) the strength of staff appointed for the Malaria Eradication department in North Waziristan together with their names and designation; and

[Malik Haji Sadullah Khan]

(b) the task in physical terms accomplished by the staff so for?

Malik Nur Hayat Khan Noon: (a) The staff for the Malaria Control in the North Waziristan Agency has been posted by the NWFP Government and not by the Federal Health Ministry directly or through its Malaria Control Directorate. This staff is paid for by the Federal States and Frontier Regions Division through FATA.

The total number of staff is 19. Their names and designations are as under: –

	Name	Designation
1	2	3
1.	Mr. Khawaja Jan	Assistant Malaria Superintendent.
2.	Mr. Ajab Khan	Malaria Inspector.
3.	Mr. Mohammad Aslam Shah	Malaria Supervisor.
4.	Mr. Amir Khandan	Do.
5.	Mr. Habibullah Khan	Do.
6.	Mr. Sardar Ali	Do.
7.	Mr. Qismat Khan	Do.
8.	Mr. Zarif Piayo	Do.
9.	Mr. Mohammad Ramzan	Do.
10.	Mr. Mohammad Zaman	Do.
11.	Mr. H. Jan Mohammad	Do.
12.	Mr. Sher Malai	Do.
13.	Mr. Musharaf Khan	Do.
14.	Mr. Hamidullah Khan	Do.
15.	Mr. Abdul Nawaz	Do.

1	2	3
16.	Mr. Liaqmar Jan	Do.
17.	Mr. Abbas Khan	Do.
18.	Mr. Sadullah Khan	Do.
19.	Mr. Noor Wali	Do.

(b) The physical task accomplished so for is furnished in Annexure-I.

Annexure-I

SPRAYING OPERATION

Year	Number of localities sprayed	Population protected	Percentage coverage	Insecticide consumed in Metric tons	No. of houses sprayed
1981 ..	5	16509	0.19	2.9	3072
1982* ..	—	—	—	—	—
1983 ..	86	125971	12.1	29.8	23228
1984 ..	14	55210	7.3	14.5	9472

*No spray could be carried out due to non receipt of insecticides.

CASE DETECTION

Year	Number of blood slides examined	Total malaria cases	No. of malaria cases treated
1981	20818	533	531
1982	25439	779	778
1983	13102	157	157
1984	13317	144	1441
1985 upto April	4402	9	9

ملک حاجی سعداللہ خان: (پشتو میں بات کی)۔

جناب چیئرمین: وہ فرما رہے ہیں کہ جب یہ سکیم بنی تو اس کے آغاز میں تو کچھ کام ہوا اس کے بعد کوئی کام نہیں ہوا۔ دریافت یہ کر رہے ہیں کہ اس کو ختم کر دیا گیا ہے یا اسے ملتوی کر دیا گیا ہے یا وہ جاری ہے۔ اگر جاری ہے تو کام کیوں نہیں ہو رہا؟

ملک نور حیات خان نون: ابھی تک یہ سکیم جاری ہے اور ہماری رپورٹ کے مطابق کافی کام ہو چکا ہے۔ اگر اس میں کوئی مشکل حائل ہے تو اس کے لیے انشاء اللہ دوبارہ پتہ کر لیں گے اور پھر آپ کی خدمت میں اس کی تفصیل پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی اکرم سلطان صاحب

Haji Akram Sultan: Sir, Malaria Eradication Institution was constituted to eradicate Malaria all over the country. Will the honourable Minister kindly let the House know that the problem of eradicating Malaria in the country is not being effectively combated.

Mr. Chairman: The information asked for was with regard to North Waziristan Agency.

Haji Akram Sultan: Sir, this relates to Malaria, so I am taking this.

Mr. Chairman; No.

Mr. Chairman: No. Malik Nur Hayat Khan Noon Sahib.

Malik Nur Hayat Khan Noon: Sir, in the past few years, a big effort was made to bring this disease under control which is the largest killer in the whole of the world. But in 1972-73, the conditions worsened and the programme was changed from the eradication to long-term control programme which is, at the moment, undergoing great trial and the chance of success of the execution of the plan to reduce Malaria prevalence have slightly improved from 15 to 14 per cent in 1973 and to 45 per cent in 1979. So, overall in Pakistan, I think there is a great improvement but still a lot more is to be done.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Akram Sultan.

Haji Akram Sultan: Sir, as I understand through the WHO, a seven years' programme was given to purchase Malathian, a medicine called "Malathian"......(Interruption)

Mr. Chairman: Seven years from when?

Haji Akram Sultan: Sir, from five years ago; rather six years ago, and at that point of time something like fourteen thousand tonnes of Malathian was being imported which is the single largest quantity bought by any country by a sole company in the United States, as producers.

Mr. Chairman: What the question is?

Haji Akram Sultan: The question is that such large quantities when imported, I mean, could not be consumed because of its shelf-life which has disturbed the record. Will the honourable Minister let us know whether any precaution, in future, will be taken?

Mr. Chairman: Malik Núr Hayat Noon Sahib.

Malik Nur Hayat Khan Noon: I will certainly look into this immediately.

Mr. Chairman: Right. Thank you. Next question.

PROVISION OF FEDERAL HOSPITAL IN PESHAWAR

46. ***Qazi Hussain Ahmed**: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) whether there is any Federal Hospital in Peshawar for the Federal Government employees of Peshawar; and

(b) if not whether there is any plan under the consideration of Government to construct such a new hospital at Peshawar?

Malik Nur Hayat Khan Noon: (a) No.

(b) No.

قاضی حسین احمد: کیا پشاور میں وفاقی ملازمین کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ صوبائی ہسپتالوں سے استفادہ کر سکیں۔

ملک نور حیات خان نون: اس کے لیے نوٹس چاہیے۔

قاضی حسین احمد: ضمنی سوال۔ جناب وزیر صحت صاحب یہ بتائیں گے کہ اگر وفاقی ملازمین کے لیے پشاور میں نہ کوئی ہسپتال موجود ہے اور نہ کسی ہسپتال کے بنانے کا کوئی منصوبہ ہے تو وہاں وفاقی ملازمین کے علاج معالجے کے لیے انہوں نے کیا انتظام کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جناب نور حیات نون صاحب۔

ملک نور حیات خان نون: جناب تین ڈسپنسریاں اور سول سرجن ہیں اور آئندہ جو منصوبہ بندی ہو رہی ہے اس میں مزید تجویزیں سوچی جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! کیا یہ بتائیں گے ان ڈسپنسریوں سے علاج معالجہ کی سہولتیں حاصل ہو سکتی ہیں...؟

جناب چیئرمین: جناب نون صاحب۔

ملک نور حیات خان نون: جناب والا! وفاقی وزارت اس کے لیے انتظامات کرتی ہے اس کے علاوہ صوبائی ہسپتال بھی ہیں۔ مالی وسائل کے مطابق انشاء اللہ آئندہ مزید بہتر انتظامات کیے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ وزیر صاحب اطلاع فراہم کریں گے لیکن جہاں تک میری ذاتی معلومات کا تعلق ہے reimbursement کی بنا پر علاج ہو سکتا ہے۔

You give fresh notice and the Minister will supply the information. Next question.

REPORT OF THE NATIONAL COMMISSION ON ADMINISTRATION OF HOSPITALS AND MEDICAL EDUCATIONAL INSTITUTIONS

47. ***Mr. Javed Jabbar**: Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the National Commission on Administration of Hospitals and Medical Educational Institutions has submitted its report to the Government in September, 1984;

(b) If so, whether the Government intends to release the report for public information; if not, the reasons therefor; and

(c) whether the Government propose to accept and implement one of its recommendations, namely to reduce the number of registered medicines in the National Formulary list from 7349 to 250, recommended by the World Health Organisation, to obviate over-production and over-import of drugs in the country?

Malik Nur Hayat Khan Noon: (a) Not in September but in October, 1984.

(b) No because:

(1) it is for the guidance of the Government agencies.

(2) it is highly technical.

(c) The Government has already introduced a formulary comprising 440 medicines for the Federal Government hospitals and Dispensaries.

Review of drugs registered for manufacture and import in the country is in hand to bring rationality in their number and formulation. It is, however not possible to reduce the number to 250 since it will not meet the need of the medical profession.

Mr. Chairman: Yes, Mr. Jabbar.

Mr. Javed Jabbar: Sir, with reference to answer b(1), I presume the Commission dealt with all the hospitals and not just the Government hospitals. Therefore, one does not see why it should be only for the guidance of Government agencies because the title of the Commission does not say "Government hospitals."

Malik Nur Hayat Khan Noon: I think it meant Government hospitals.

Mr. Javed Jabbar: With reference to (b) (2), the fact that technocrat Senators have been elected for the first time means that we people may be able to review the report with some competence.

[Mr. Javed Jabber]
Would then, therefore, the Government make the recommendations available to the Senate?

Malik Nur Hayat Khan Noon: We can certainly consider this.

Mr. Javed Jabbar: With reference to (c), if the World Health Organisation believes that 250 drugs are adequate for any country, why is it that we in Pakistan do not agree with the WHO?

Malik Nur Hayat Khan Noon: We have almost 7,000 that are being controlled and we are thinking of reducing it also and to examine the question to find out that there are certain important drugs which are not produced in Pakistan at this time. Only two days ago, we were trying to fly some drugs in for critical cases in Lahore. And we have to go into this thoroughly to see whether all the drugs necessary for production and sale in Pakistan, are available all over Pakistan or not before we are in a position to decide whether they should be reduced.

Mr. Chairman: Mr. Akram Sultan.

Haji Akram Sultan: Sir, many drugs internationally declared outdated and bad for human consumption are brought in Pakistan. And our doctors are prescribing such drugs and medicines which are internationally declared not good for human consumption. Are we taking any precautions in that direction?

Malik Nur Hayat Khan Noon: Sir, this has come into the news media a few weeks ago and we have examined the problem thoroughly and have come to the conclusion that although there were one or two drugs which should not have been here, they were imported at a time when they were not restricted in the country of origin. But if there is any medicine or drug which is being imported and sold in Pakistan today, which should have not been imported, I would be very grateful if it can be named.

ایک معزز رکن: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا وزیر موصوف سے کہ جو درآمد ہو چکی ہیں اور ابھی ان کی رپورٹ آئی ہے کہ وہ انسانی استعمال کے لیے ٹھیک نہیں ہیں تو آپ اس کے لیے کیا اقدام کر رہے ہیں کہ وہ مارکیٹ میں فروخت نہ ہو سکیں۔

جناب نور حیات خان نون : ایسی صرف ایک ہی دوائی تھی جو درآمد ہوئی تھی۔ اور جس وقت وہ منگائی گئی تھی اس وقت تو اس کی اجازت تھی، لیکن جس وقت وہ یہاں پہنچ گئی اور رک رہی تھی وہاں سے اجازت بند ہو گئی تو ہم نے بھی اُسے ادھر کرنے کی پوری کوشش کی اور جو بڑے شہر ہیں ان میں سے جہاں بھی ہو سکتا تھا وہاں دکانوں سے دوائی واپس لے لی لیکن سارے پاکستان میں چھوٹی چھوٹی دکانوں میں اگر ادھر ادھر علاج کے لیے ایک دو گولیاں پہنچ گئی ہوں تو ادھر تک ہم نہیں پہنچ سکے۔

Haji Akram Sultan: Sir, would the honourable Minister consider having some Members of the Seante on the Committee which should ensure that some precautionary measures are taken about all imports of such drugs which are dumped in countries.

Mr. Chairman: Malik Nur Hayat Noon.

Malik Nur Hayat Khan Noon: Sir, I will be delighted and welcome Members from the Senate taking interest in this subject and apart from such a Committee being formed, I would invite my honourable colleagues here to give me time when we can give them a presentation on the State activities and of the Ministry of Health in Pakistan.

نوابزادہ جہانگیر شاہ : جناب والا، پبلک سروس کمیشن نے چند ایک سفارشات کی تھیں لیکن منسٹری نے اس پر عمل نہیں کیا اس سلسلے میں میرا سوال نہیں آیا۔

جناب چیئرمین : اب وزیر صاحب کا کام تو نہیں ہے کہ وہ سوال لائیں۔ اس کے متعلق آپ مجھ سے پوچھیں کہ وہ کون سا سوال تھا اور کیوں نہیں آیا تو میں آپ کو جواب دوں گا کہ کیوں نہیں آیا۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ : وہ سوال جناب والا یہ تھا کہ ۱۹۸۳ سے لے کر ۱۹۸۵ تک فیڈرل پبلک سروس کمیشن نے جتنی سفارشات کی ہیں، ان کو وزارت نے نہیں مانا۔

جناب چیئرمین : فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے جوابات وزیر صحت صاحب نہیں دے رہے۔ وہ جو اسٹیبلشمنٹ کے انچارج وزیر صاحب ہیں جس وقت ان

[Mr. Chairman]

کی باری ہو گی وہ اس دن ان کے سامنے آئے گا۔

قاضی حسین احمد: کیا جناب وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ سابقہ دور حکومت میں ایک جب جنرک ڈرگز کی پالیسی بنائی گئی تھی۔ کیا وہ کلی طور پہ مسترد ہو گئی ہے یا اس کی کچھ اچھی چیزیں باقی رکھی گئی ہیں۔

ملک نور حیات خان نون: جناب کچھ اچھی چیزیں باقی ہیں۔

قاضی حسین احمد: کیا وزیر صاحب کو یہ معلوم ہے کہ جب سے وہ پالیسی مسترد ہوئی ہے اس کے بعد سے جو نئی ڈرگز ٹریڈ نام کے ساتھ مارکیٹ میں آ رہی ہیں، ان کی قیمتیں پچھلی قیمتوں کی نسبت دس گنا یا بیس گنا زیادہ ہیں، کیا ان کو یہ معلوم ہے؟

ملک نور حیات خان نون: ساری ڈرگز جو کنٹرول میں ہیں ان کی تو کنٹرولڈ پرائس ہے۔ ایک ڈرگ کنٹرول کمیٹی ہے جو ان کی کاسٹنگ دیکھ کر اس کے مطابق ان کو سینکشن کرتے ہیں۔ آج کل بھی بڑا شور مچا ہوا ہے کیونکہ ایکسچینج ریٹ کی وجہ سے کاسٹنگ بڑھ گئی ہے اور انہوں نے ابھی اپنی قیمت نہیں بڑھائی اور وہ ہم دیکھ رہے ہیں لیکن جہاں تک ہو سکے قیمتیں کم سے کم رکھتے ہیں اور اس پہ سخت نظر ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال۔

BOLAN TEXTILE MILLS

@80. ***Nawabzada Jahangir Shah**: Will the Minister for Production be pleased to state :

(a) whether two textile mills were established namely Bolan Textile Mills one at Quetta and the other in the Hub area of Lasbella?

(b) whether it is also a fact that the above said Mills are running at a huge loss, and threatened with imminent closure; and

(c) whether Government has any proposal under consideration for the constitution of a local Board of management, to manage the said Mills?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: (a) Yes. The second mill though is at Uthal and not at Hub.

(b) Yes. Both the Mills are closed for the last two years.

(c) No.

نواب زادہ جہانگیر شاہ : جناب وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم مزدوروں کو ۵ ہزار روپے ماہوار تنخواہ دیتے ہیں تو کیا اس کی (Failure /) مینیجمنٹ کی وجہ سے ہے؟ اگر مینیجمنٹ کی وجہ سے ہو تو پھر اچھی مینیجمنٹ کا بندوبست کیوں نہیں کیا گیا!

جناب محمد خاقان عباسی : جناب جس طرح میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ مینیجمنٹ کا سوال نہیں جس دن سے یہ مل چلی تھی یہ ۳۰ فیصد کیپیسٹی پر چل رہی تھی۔ اس طرح ہمارا ساڑھے تین کروڑ روپے ماہوار کا نقصان ہو رہا تھا جناب یہ مینیجمنٹ کی بات نہیں ہے۔ مل غلط جگہ قائم کی گئی ہے جہاں سے خام مال دور ہے جہاں فنشڈ پروڈکٹس جا کر فروخت ہوتے ہیں وہاں سے دور ہے۔ لیبر جو ہے وہ سکلڈ لیبر نہیں ہے ان کی پروڈکٹیویٹی کم ہے اس وجہ سے یہ نقصانات ہو رہے ہیں۔ اور ہمارا یہ تجزیہ ہے کہ جب تک اس جگہ یہ مل رہے گا اسی طرح سے یہ نقصانات ہوتے رہیں گے۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : جناب والا! آپ نے تین باتیں بیان کی ہیں جو کہ درست ہیں مگر آپ کہتے ہیں کہ ہم اسے پرائیویٹ لوگوں کو دیں گے تو کیا پرائیویٹ لوگوں کے ہاں یہ مسائل نہیں رہیں گے۔

جناب محمد خاقان عباسی : جناب وہ پرائیویٹ ادارے والے اس طریقے سے کر سکتے ہیں کہ اگر ان کی کسی دوسری جگہ کوئی مل ہے تو وہ سکلڈ لیبر وہاں سے لا سکتے ہیں۔ لیبر انٹرچینج ہو سکتی ہے اور اس طرح سے ان کو منافع بخش بنا سکتے ہیں۔ دوسرا جس طرح سے آپ کو پتہ ہے کہ حکومت کے جو ادارے ہوتے ہیں ان کے اوورہیڈز زیادہ ہوتے ہیں۔ اگر یہ کسی پرائیویٹ ادارے کے پاس چلی جائے تو وہ غالباً اس کو بہتر طریقے سے چلا سکیں گے۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : اسی نظام کے تحت گورنمنٹ نہیں چلا

[Nawabzada Jahangir Shah Jogizai]

سکتی کہ آپ انٹرپرائیسز بورڈ بنا کر خود لوگوں کو ٹریننگ دیں کیوں کہ سٹیل مل میں بھی لوگوں کو تربیت دے کر ہی کسی قابل بنایا جاتا ہے یہاں پر یہ سلسلہ کیوں شروع نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد خاقان عباسی: جناب! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت پاکستان کے جتنے پبلک انٹرپرائزز ہیں ان میں بیس سے لے کر پچاس فیصدی تک زیادہ (manpower) ہے۔ اور گورنمنٹ ایک آدمی کو نہیں نکال سکتی اور نہ ہی گورنمنٹ کا کوئی ارادہ ہے کہ کسی آدمی کو نکالا جائے۔ یہ ملز جو ایسی جگہوں پر لگائی گئی ہیں وہاں پر گورنمنٹ کا یہ ارادہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح سے ایسے ذرائع پیدا کیے جائیں کہ وہ لوگ اپنی روزی کما سکیں اب گزارش یہ ہے کہ اگر گورنمنٹ وہاں سے کسی کو نکالے گی تو گورنمنٹ کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں ہو گی۔ اس لیے ہم کسی کو نہیں نکالیں گے میں نے گزارش کی ہے کہ اگر یہ کسی پرائیویٹ انٹرپرائز کے پاس جائے اور ان کی دوسری ملز دوسری جگہ ہوں تو وہ ایکسچینج کر سکیں گے اور شاید اس کو بہتر طریقے سے چلا سکیں۔ اگر منسٹر صاحب کے پاس کوئی ایسی تجویز ہے کہ ہم اسکو بہتر طریقے سے چلا سکتے ہوں تو وہ ہمیں دیں جس طرح میں نے گزارش کی ہے کہ ہم نے صوبائی حکومت سے بھی گزارش کی ہے کہ وہ ہمیں کوئی تجاویز دیں ہمیں کوئی طریقے بتائیں جس طریقے سے ہم بہتر طور پر اس مل کو چلا سکیں، تو ہم چلانے کے لیے تیار ہیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب چیئرمین صاحب! کیا وزیر موصوف صاحب یہ بتائیں گے جیسا کہ انہوں نے کہا کہ یہ پرائیویٹ سیکٹر میں دینے کی خواہش رکھتے ہیں کیا کسی پرائیویٹ پارٹی سے انہوں نے بات کی ہے یا مزید اس سلسلے میں انہوں نے کیا کیا ہے؟

جناب محمد خاقان عباسی: جناب والا! دس دن ہوئے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اسکو پرائیویٹ سیکٹر میں دیدیا جائے اس سے پہلے جیسا کہ حضور والا کو بھی پتہ ہے جب آپ وزیر خزانہ تھے آج سے ڈیڑھ سال پہلے ہم نے کوشش کی تھی کہ اسکو پرائیویٹ سیکٹر میں اور ہمارے دوسرے پارٹنر جو ایرانی تھے انہوں نے اس پر اعتراض کیا تھا۔ اور ہماری ایک ٹیم یہاں سے ایران

گئی تھی اور پھر ان کی ٹیم یہاں پر آئی تھی اس وجہ سے حکومت اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکی تھی۔ اب دس دن پہلے وزیر اعظم صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے اس مل کو چلایا جائے۔ اور اگر پرائیویٹ سیکٹر میں احسن طریقے سے چلائی جا سکتی ہے تو اس کو وہاں ٹرانسفر کیا جائے اب ہم پارٹیوں کے ساتھ رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ اور اگر اس معاملے میں منسٹر صاحبان ہماری کچھ معاونت کر سکیں تو ہم شکر گزار ہوں گے۔

Haji Akram Sultan: Mr. Chairman, Sir, through you, would the honourable Minister agree that based on lack of planning historically to the fact that there is a textile mill, running into colossal losses would the honourable Minister consider large scale de-nationalisation of not only textile industry in which the Government has equity but also of other industries which today happen to be profiting?

Mr. Chairman: It is a question of policy which has been debated at length in the last Budget. I don't think you can raise this issue legitimately in a "Question and Answer" session. The Question Hour is over. There is only one Point of Order.

قاضی عبداللطیف صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔ اس کے متعلق میں ان کو جواب دے دوں آپ کا سوال ہمارے پاس ہے لیکن پندرہ تاریخ کو اس منسٹر صاحب کی باری اس دن آ رہی تھی۔ اس دن کے لیے یہ مقرر کیا گیا ہے اور اس دن آپ نے تین سوال پوچھے تین سے زیادہ سوال ایک وقت میں نہیں پوچھے جا سکتے۔ اس لئے اس کو آئندہ کے لئے رکھنا پڑا۔ شکریہ۔

(وقفہ سوالات ختم)

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, your Senate Library is an apology for a Library. It is not really a Library. Today the National Assembly Library was closed. I went there, I was there at 9.05 a.m. and waited till 9.15 but the National Assembly Library was closed. The Senate Library was opened but the Librarian did not have the keys. They were obtained at 9.25 a.m. I got three books. I saw it is a third class Library. Even a third class Library is better. I think many of our pirvate Libraries are better. Would you kindly look into this that we have a Senate Library worthy of its name as a Senate Library?

Mr. Chairman: I have already looked into this. You are quite right that it is not adequately stocked. I don't think you can say that it is a third class Library. You can say it is not properly stocked.

Mr. Hasan A. Shaikh: I have seen many third class Libraries.

Mr. Chairman: I don't know how do you classify Libraries because there are books there are good books and there are books which are of utility and of use to the Senate. But they are inadequate for the purpose and particularly now that we have a larger membership either. Please do not forget that the Senate was not in its use for more than eight years.

مولانا کوثر نیازی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب چونکہ ابھی وقفہ سوالات ختم ہوا ہے اسی پر میں ایک بات پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں ۔ سوال یہ ہے کہ جو سوالات ہم نے بھجوائے تھے وہ سارے کے سارے تو اس سیشن میں نہیں آسکے میں نے جب سیکرٹیریٹ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نئے سیشن کے لئے نئے سرے سے سوالات بھیجنے ہوں گے، سوال یہ ہے کہ جو سوالات آپ کے سیکرٹیریٹ میں پہنچ چکے ہیں اور ابھی تک ان کا جواب نہیں دیا گیا انہیں ہی آپ کیوں فریش نوٹس سمجھ کر استعمال نہیں کرتے رولز میں تو دیکھے ہیں یہاں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین: رولز میں یہ پابندی ضرور ہے، وہ سوال (lapse) ہو جاتے ہیں ۔ سوائے ان سوالات کے جو کہ اس دن کے رولسٹر میں درج ہوتے ہیں ۔ باقی کے لیے آپ فریش نوٹس دے دیں، وہی آپ (repeat) کر دیں ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا، ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے ۔ لیکن فی الحال رول یہی ہے ۔ آئندہ آپ جب رول ری وائز کر کے اس کو بدل دیں تو پھر اور صورت ہو سکتی ہے ۔

قاضی حسین احمد: جن سوالات کے ادھورے جوابات دیئے گئے تھے اور وزراء صاحبان کو معذرت کرنا پڑی ۔ کیا وہ مکمل طور پر ہمارے سامنے لائے جائیں گے ۔

جناب چیئرمین: میں سمجھ گیا، اگر کسی وزیر صاحب نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ سوال کا آدھا جواب میں دے سکتا ہوں آدھا میں آئندہ دوں گا تو وہ سوال pending تصور کیا جائے گا۔ وہ automatically آ جائے گا۔

قاضی حسین احمد: اور جس میں صرف محمل معذرت کر دی، کہ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں اس کا پورا جواب نہیں لا سکا۔

جناب چیئرمین: اس میں کہا ہو گا کہ فریش نوٹس کی ضرورت ہے۔

قاضی حسین احمد: اس میں یہ بھی نہیں کہا ہو گا۔

جناب چیئرمین: معذرت کسی بات پر کی ہو گی کہ اس وقت میرے پاس انفارمیشن نہیں ہے۔

قاضی حسین احمد: یہ معذرت کی ہے کہ یہ ادھورے جوابات دیئے گئے ہیں میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب چیئرمین: تو آپ نے اس پر کیا سوال اٹھایا۔

قاضی حسین احمد: میں نے تو یہی سوال اٹھایا تھا کہ پورے جوابات دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین: تو وہی فریش نوٹس کی بات ہوئی نا۔ اچھا جی، چھٹی کی درخواستیں

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب عبدالرحمٰن جمالی نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بناء پر ایوان سے ۶ تا ۱۳ جولائی ۱۹۸۵ء تک رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ انکی رخصت قبول فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب راحت سعید چھتاری صاحب اپنے بھانجے کی وفات پر تعزیت کرنے دہلی تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ایوان سے ۱۳ جولائی، آج کے دن، کی رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ انکی رخصت قبول فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پرویلج موشن، جناب مولانا کوثر نیازی صاحب،

میر یوسف علی خان مگسی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! پرسوں میں نے ایک ایڈجرنمنٹ موشن پیش کی تھی۔ اس کا کیا ہوا؟

جناب چیئرمین : ایڈجرنمنٹ موشن پرویلج موشن کے بعد آتے ہیں - جناب کوثر نیازی صاحب ۔

PRIVILEGE MOTION *RE*: INCOMPLETE COVERAGE OF ADJOURNMENT PRIVILEGE MOTIONS BY A.P.P.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا میری تحریک یہ ہے کہ "کل میں نے سینٹ میں ایک سرکاری ریکارڈنگ کمپنی کے خلاف جو تحریک التوا پیش کی تھی، اور اس پر ایوان میں جو کارروائی ہوئی تھی آج کے اخبار پاکستان ٹائمز میں سرکاری نیوز ایجنسی اے پی پی کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے - اس میں اسے مسخ شدہ صورت میں پیش کیا گیا ہے - جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے - ایوان کو اس واقعہ کا نوٹس لینا چاہیئے اور اس حرکت کا دانستہ ارتکاب کرنے والے کے خلاف تادیبی کارروائی کرنی چاہیئے - تاکہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو

جناب والا جو رپورٹ اے پی پی نے سرکلیٹ کی اور اخبار میں شائع ہوئی ہے میں اس کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں - اس میں یہ کہا گیا ہے -"

"An adjournment motion was sought to be moved by Maulana Kausar Niazi in which he referred to an article published in the 'Pakistan Times,' Lahore, and alleged that one of the two Recording Companies. . . . ." (pause) You will appreciate, Sir, that I did not allege. It was alleged in the original article. Then it was said that Mr. Hamid Nasir Chattha Minister for Information and Broadcasting, opposing the Motion stated that not a single cassette imported by Shalimar Recording Company was used for recording Indian songs. He, however, proposed to inquire the matter further. The factual position is this, Sir, that I demanded an enquiry and he agreed to it. He did not propose enquiry. After that it further says that after the Minister's statement the Mover did not press his Motion.

اب سوال یہ ہے کہ اس سے واضح طور پر (distortion) ہوئی ہے - ایک تو یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے alleged کیا دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ وزیر صاحب نے انکوائری پروپوز کی، اور جب انہوں نے انکوائری پروپوز کی تو میں نے اپنی موشن واپس لے لی، جناب والا! میں اس کا زیادہ نوٹس نہ لیتا اگر اے پی پی کا یہ انداز، پہلے سے میری نظر میں نہ ہوتا - میں مثال کے طور پر اسی ایجنسی کی ایک اور

رپورٹ آپ کے نوٹس میں لانے کے لیے پیش کرتا ہوں ۔ یہ مشرق لاہور ہے ۔ ۱۰ جولائی کا ابھی میں آپ کے ملاحظہ کے لیے پیش کروں گا ۔ ۹ جولائی کی رپورٹ میں مجھ پہ ہی نظر کرم فرمائی گئی ہے ۔ میری ایک تحریک استحقاق کے ضمن میں یہ رپورٹ ہے ۔ اس میں اے پی پی نے یہ کہا ہے کہ کوثر نیازی نے اپنی تحریک استحقاق میں کہا تھا کہ ان کی یہ تحریک منظور نہیں کی گئی کہ ایک اعلیٰ سطحی وفد نے برما میں بدھوں کے ایک مندر میں پھول چڑھائے ۔ جناب والا! سوال یہ ہے کہ جب آپ خبر میں سے اس کا نمک نکال لیتے ہیں یا اس کی روح فنا کر دیتے ہیں تو اس میں حقیقت نہیں رہتی آپ appreciate کریں گے کہ میں نے مندر میں پھول چڑھانے پر تحریک استحقاق پیش نہیں کی تھی بلکہ مندر کی مورتی پر پھول چڑھانے کے ضمن میں بات کی تھی ۔ اس لیے جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس ایجنسی کو یہ کہیں کہ ازراہ کرم وہ اس سلسلے میں ٹھیک behave کریں ہم یہ نہیں چاہتے کہ وہ ہماری پروجیکشن کرے بے شک وہ وزرائے صاحبان کی پروجیکشن کرے ۔ ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ وہ ہمیں بلیک آؤٹ نہ کرے، بے شک بلیک آؤٹ بھی کرے لیکن جب خبر دے تو وہ factual ہو اور جناب اسی ضمن میں میں یہ بات بھی آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جمعرات کی شام کو اے پی پی والوں نے مجھے کنٹیکٹ کیا ہے اور کہا کہ ہم پوزیشن ریکٹیفائی کرنا چاہتے ہیں اور ہم صحیح رپورٹ corrected form میں دوبارہ جاری کر دیں گے آپ وقت دیں کل ۱۱ بجے کا وقت طے ہوا کہ ان کا نمائندہ میرے پاس آئے گا اور ایک corrected form میں رپورٹ بھیج دی جائے گی ۔ کل میں انتظار کرتا رہا لیکن وہ تشریف نہیں لائے شاید کوئی hidden hand ہو جس نے اس کو ایسا کرنے سے روک دیا ہو ۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اس سے واضح طور پر استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

Dr. Mahbubul Haq: On behalf of the Minister for Information and Broadcasting I would like to oppose the Motion. Sir, we deeply regret if the honourable Senator feels that his views expressed here were not fully reported by the APP. I have checked up what was reported by the APP. It is a very brief and abbreviated report, it can

be described as incomplete coverage but there was no attempt for deliberate distorting. Sir, the problem is that APP has to cover not only the proceedings of the House but also other news and to supply to about hundred subscribers throughout the country. There is a tremendous pressure on space and, as such, some of the news get extremely abbreviated. What I would suggest is that we do not wish that the honourable Senator should feel that there has been any deliberate attempt to not fully report his views. And we would suggest that the APP should take the advantage of the fact that this Motion has been raised today and give full coverage of the views which were expressed originally when the Adjournment Motion was presented. I hope that will overcome this grievance. We will also certainly like to see that APP coverage improves and with that assurance I very much hope that the honourable Senator will not insist on his Motion.

مولانا کوثر نیازی: ٹھیک ہے جناب مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیوں کہ اے پی پی میں میرے سب دوست ہیں مگر میں ایک relevant بات اسی شالیمار ریکارڈنگ کمپنی کی انکوائری کے ضمن میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ آئٹم دوبارہ چھاپا جائے۔ جناب والا! یہ جو مضمون نگار ہیں جناب ریاض گل یہ شالیمار ریکارڈنگ کمپنی کے ڈائریکٹر ہیں اور انہوں نے مجھے یہ ٹیلی گرام دیا ہے چونکہ انکوائری کی بات ہوئی ہے اور انہوں نے یہ مجھے لکھا ہے اس لیے آپ کی اجازت سے میں اسے پڑھتا ہوں

I am prepared to give an evidence under oath that contents of my Article in Pakistan Times, 2nd July 1985 are authentic and based on facts.

میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ انکوائری کرتے وقت وہ ڈائریکٹر کو بھی انکوائری میں شامل کریں۔

جناب چیرمین: انکوائری کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ جس نے مضمون لکھا ہے اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور معاملہ اسی سے شروع کیا جائے۔

مولانا کوثر نیازی: میں جناب منسٹر صاحب سے categorical assurance چاہتا ہوں۔

Dr. Mahbubul Haq: We will certainly do that Sir.

Mr. Chairman: The honourable Member does not want to press the Motion.

جناب چیرمین : زین نورانی صاحب کی اہم مصروفیات کے پیش نظر پہلے ہم تحریک التوا نمبر ۲۶ لے لیتے ہیں کیونکہ ۱۲ بجے تک انہوں نے کسی اور مقام پر پہنچنا ہے ہم آئیٹم نمبر ۲۶ کو جو مولانا سمیع الحق صاحب کی ہے پہلے لیتے ہیں۔ باقی ویسے ہی ترتیب وار لی جائیں گی مولانا سمیع الحق صاحب!

ADJOURNMENT MOTION *RE:* INDIAN PRIME MINISTER'S STATEMENT THAT IF PAKISTAN MADE ATOM BOMB IT WOULD TAKE SUITABLE ACTION

مولانا سمیع الحق : جناب چیرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کے حالیہ اجلاس کی کارروائی روک کر قومی اہمیت کے اس فوری معاملہ پر بحث کی جائے کہ آج کے اخبارات میں شائع شدہ بھارتی وزیراعظم مسٹر راجیو گاندھی نے ایک پریس کانفرنس میں وزارت عظمی کا منصب سنبھالنے کے بعد اپنی سب سے بڑی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر پاکستان نے جوہری بم بنا یا تو بھارت فوری طور پر کارروائی کرے گا اور برصغیر میں حالات یکسر تبدیل ہو جائیں گے۔ جناب چیرمین! نہ صرف یہ کہ یہ بیان پاکستان کے اندرونی معاملات میں صریحاً مداخلت ہے بلکہ اس میں پاکستان کو صریحاً دھمکی بھی دی گئی ہے اور حالات یکسر تبدیل ہونے کے تحت سطور میں پاکستان کے وجود ہی کو ختم کر دینے کی وارننگ بھی موجود ہے۔ معزز ایوان کا فرض ہے کہ اس اہم اور واضح دھمکی کو زیر غور لائے۔"

محترم چیرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اتنا اہم اور قومی اہمیت کا حامل ہے کہ ہمیں ایک لمحہ توقف کیے بغیر اس کے پورے سیاق و سباق اور محرکات اور بیان دینے والے کے ماضی اور دیگر سب چیزوں کو دیکھنا ہوگا کیونکہ ملکی سالمیت اور ملکی بقاء سب سے اہم چیز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جناب راجیو گاندھی کی یہ کوئی اتفاقیہ کانفرنس نہیں ہے میرے خیال میں جناب زین نورانی صاحب میرے اس تجزیہ سے اتفاق کریں گے کہ پچھلے ڈیڑھ ماہ میں ان کی طرف سے اکتالیس بیانات آچکے ہیں۔ گویا ڈیڑھ دو ماہ میں انہوں نے ہر دن ایک بیان دیا ہے اور پوری دنیا میں اس نے گھوم پھر کر واویلا مچایا ہے

[Maulana Sami-ul-Haq]

جناب چیئرمین! راجیو گاندھی نے جب وزارت کا منصب سنبھالا تو ہمیں خوشی ہوئی تھی کہ وہ ایک بحرانی اور کشیدگی کے دور کی پیداوار نہیں تھے، نوجوان تھے۔ اور ہمیں اندازہ تھا کہ وہ کھلے دل سے اور وسیع النظری سے پاکستان کے ساتھ معاملات کو نپٹائیں گے اور وہ جو انتہائی اذیت کا دور تھا، تعصب کا دور تھا اس سے ان کا ذہن خالی ہوگا۔ لیکن یہاں انہوں نے مسلسل ایک مہم کی شکل میں پاکستان کے خلاف دنیا بھر میں دورہ شروع کیا اور پاکستان دشمنی میں وہ یہاں تک گئے کہ انہوں نے سکھوں کو جب خالصتان کی تحریک اٹھی کہا اور ان کو یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ اگر خالصتان آپ نے بنانا ہے تو اس کا دارالخلافہ لاہور ہو گا اور آپ کو پیچھے کی طرف جانا ہوگا جناب چیئرمین! راجیو گاندھی صاحب یہ بھول گئے کہ جب چند سال بدقسمتی سے ان کی لاہور پر حکومت تھی تو وہ دارالخلافہ بن سکتا ہے تو پھر ۸۰۰ سال تک مسلمانوں نے جو ہندوستان پر حکومت کی ہے تو ان کا دارالخلافہ دہلی کیوں نہیں بن سکتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر تاریخی عوامل کو دیکھا جائے اور پاک و ہند میں اگر مسلمانوں کی تاریخ کو دیکھا جائے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا دارالخلافہ اسلام آباد کی بجائے دہلی ہونا چاہیے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بار بار ہماری غیرت کو چیلنج کر رہے ہیں کہ ہم ۸۰۰ سالہ تاریخ کو کیوں بھلا بیٹھے ہیں اور اس طرح ہمیں جو بزرگوں سے وراثت ملی تھی وہ کیوں گنوا بیٹھے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! بحث اس وقت ایڈمزیبلیٹی پر آپ کر سکتے ہیں آپ زیادہ تفصیل میں نہ جائیں۔

مولانا سمیع الحق: میں جناب! یہی عرض کروں گا کہ ہر ملک کو ہر قوم کو اپنی سلامتی کا حق حاصل ہے پاکستان ایک غیور ملک ہے، ایک آزاد ملک ہے اور اسے ہم نے ہزاروں قربانیوں سے بنایا ہے، بھیک مانگ کر نہیں بنایا۔

ہمیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے سب سے زیادہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے ملک کے دفاع اور سالمیت کے لیے تمام ذرائع

اور وسائل استعمال کریں۔ ہمیں جوہری بم بنانے کا حق حاصل ہے اور جس طرح نماز روزہ اور حج خدا نے فرض قرار دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح ایٹم بم بھی ان عبادات سے بڑھ کر سب سے بڑا فریضہ ہے اگر ہم ایٹم بم بنائیں گے تو نہ اسرائیل کو حق ہے نہ ہنود کو کہ وہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکیں اور ہم اپنے ایٹم بم کی حفاظت بھی کرنا جانتے ہیں۔

جناب زین نورانی: جناب! میں اسے ٹیکنیکل گراؤنڈز پر اپوز کرتا ہوں۔ اور میرے پاس چھ سات اخبارات کی کٹنگز موجود ہیں بد قسمتی سے یا خوش قسمتی سے اس میں کسی جگہ پر جو کچھ مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا ہے مجھے نظر نہیں آتا ہے کہ پاکستان کو وجود سے مٹانے کی دھمکی دی گئی ہے یہ کسی رپورٹ کے اندر یا کسی اخبار کے اندر موجود نہیں ہے۔ اب اس کے نتیجے میں ان کی ایڈجرنمنٹ موشن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ان کی اپنی رائے اور جو انہوں نے اخبارات کی رپورٹیں پڑھی ہیں اس میں ایک interpretation یا opinion مولانا صاحب کا اپنا ہے۔ اس لیے رول اے (ی) کے تحت یہ ایڈمیسیبل نہیں ہے۔ اسی طرح چونکہ آنر ایبل پرائم منسٹر صاحب نے اس ہاؤس میں اعلان کیا ہے کہ دونوں ہاؤسز کی جوائنٹ سٹنگ میں فارن پالیسی پر تفصیل سے ڈسکشن ہو گی۔ جس میں اس قسم کے معاملات پر غور کیا جا سکتا ہے اور بحث ہو سکتی ہے اس لیے بھی اے (ج) کے تحت یہ آؤٹ آف آرڈر ہے اور ایڈمیسیبل نہیں ہو سکتی۔ بہر حال چونکہ آنر ایبل سینٹر صاحب نے بڑی فاضلانہ تقریر اپنی ایڈجرنمنٹ موشن کی حمایت میں کی ہے۔ اس لیے لازمی ہوتا ہے کہ حکومت کا پوائنٹ آف ویو بھی آپ کی اجازت سے پیش کروں۔

جناب چیئرمین: چونکہ انہوں نے نفس مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس لیے آپ بھی کچھ فرمائیں۔

Mr. Zain Noorani: I want to announce or rather reiterate the policy of Pakistan. The Government has received the transcript of the Indian Prime Minister's reference to Pakistan at a press conference on 7th July, 1985. On the nuclear issue, a number of questions were asked. The point on which the honourable Member has

[Mr. Zain Noorani]

moved his adjournment Motion arose in the context of a question, whether the nuclear issue was discussed between Prime Minister Rajiv Gandhi and Foreign Minister Sahabzada Yaqub Khan. Mr. Gandhi stated that Sahabzada Yaqub Khan has taken the stand that they are not making a weapon. It was pointed out that "if they do have a weapon, it will change the situation in this region and we would have to re-act in some manner". The honourable Member has construed the Indian Prime Minister's Statement as a threat, a warning and interference in the Pakistan's internal affairs. Now, the text of Mr. Gandhi's statement is available, I hope that the honourable Member will reconsider his interpretation.

The Government of Pakistan have noted Mr. Gandhi's observation in totality. It is a matter of satisfaction that Mr. Gandhi reiterated India's desire of normalization of relations with Pakistan. A statement of the progress, made in the recent meeting of the Pakistan India Joint Commission, was "that India would like some major advances in trade". As for the nuclear issue, Mr. Gandhi said that in India's assessment, Pakistan was fairly close to manufacturing a weapon. He made similar statements during his foreign tours in May, and June, 85. The Government of Pakistan has often declared its policy on this subject. As a foreign Minister, he reiterated the position during his visit to New Delhi "Our programme is entirely peaceful in nature. It aims at meeting the growing energy requirements. We have no intention for producing nuclear weapons. What is more important and what distinguishes our declaration of intent is a willingness to join with India bilaterally or with other non-nuclear weapon states on regional or global basis in a solemn treaty to denounce nuclear weapons". Unfortunately, in contrast, the Government of India has shown no willingness to convert its unilateral declaration into a binding international commitment. The India stance not only lacks credibility but could generate suspicion and concern. The fact is that India maintains a large nuclear programme outside international inspection and safeguard. It has accumulated a substantial quantity of its material. It even tested explosion technology in 1974. In order to reduce and remove concern, about its nuclear programme, India should be prepared like Pakistan to assume solemn obligation and give assurance regarding its nuclear programme. I join the honourable Member in expressing concern over the statement by the Prime Minister Gandhi that India would have to react in some manner. It could be inclination in New Delhi in favour of

nuclear weapon and cause doubts on India's commitment to peaceful use of nuclear energy.

While we do not wish to read into the Indian Prime Minister's statement, more than what he has actually said, we would like to (Government of India to) know that this issue can be brought to a serious and purposeful dialogue and rather than through propagandistic allegations. To synchornise with Rajiv Gandhi's unfounded allegations, certain foreign media has been engaged by some anti-Pakistan lobbies to claim that Pakistan has obtained figures to set up nuclear bombs, and has carried out test for an explosion. On behalf of the Government of Pakistan, I must categorically deny this fairy tale and assert that Pakistan does not have any nuclear bomb, never had a nuclear bomb and does not intend to have one. It was a nuclear programme for peaceful purposes, and it shall always be so. I would like to tell those who take every opportunity to make untrue allegations against Pakistan. Falsehood remains a falsehood, no matter how often it is repeated. With this I hope Sir, the honourable Senator will be satisfied, and will not press this Motion, and if he does so, it is in any case out of order.

مولانا سمیع الحق : جناب چیرمین صاحب میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ میں نے صرف تخمینہ نہیں لگایا جس کو آپ کی اصطلاح میں مفروضہ کہا جاتا ہے جناب راجیو گاندھی صاحب نے صاف کہا ہے کہ برصغیر میں حالات یکسر تبدیل ہو جائیں گے ۔ حالات تو اس وقت بھی ہمارے تبدیل ہیں لیکن اس کی تبدیلی کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ برصغیر کا نقشہ وہ تبدیل کرنا چاہتے ہیں ۔۔

دوسری گذارش یہ ہے کہ جب ہم ایٹم بم کے بارے میں اس سے واضح وضاحت طلب نہیں کر سکتے کہ اس کا ایٹمی پروگرام ، جوہری توانائی کا پروگرام کس لیے ہے تو ہم بار بار کیوں کہتے ہیں کہ ہم اپنی توانائی کو بڑھانے کے لیے اس کو شامل کریں گے اور ایٹم بم ہم نہیں بنائیں گے آج بھی محترم جناب زین نورانی صاحب نے علی الاعلان کہا کہ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ایٹم بم نہیں بنائیں گے مجھے اس سے قطعاً اتفاق نہیں ہے ہم بار بار کیوں کہتے ہیں کہ ہم نہیں بنائیں گے کیا ہمارے لیے اس کا بنانا جرم ہے اور یہود کے لیے اور ہنود کے لیے بنانا جائز ہے ۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ غیور اور آزاد قوم کی حیثیت سے ہمارے بیانات میں

معذرت کا انداز نہیں ہونا چاہئیے جب وہ جارحانہ انداز میں ساری دنیا میں بک رہا ہے تو ہم معذرت کا انداز کیوں اپناتے ہیں اور ہمیں کم از کم دفاعی انداز اگر جارحانہ نہ ہو اختیار نہیں کرنے چاہئیے جبں معذرت کے انداز میں ہم یہ بیانات دیتے ہیں اس سے ہمارا قومی، ملّی اور اسلامی تشخص مجروح ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: بک رہا ہے یہ میرے خیال میں پارلیمانی لفظ نہیں ہے یہ آپ واپس لے لیں باقی مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔ تو آپکو اپنے بازو کے زور پر لڑنا ہوگا۔

مولانا سمیع الحق: نہیں اللہ نے کہا ہے (عربی) ... کہ ہتھیار مہیا کرو۔

جناب چیئرمین: تو آپ اس پر زور دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے ہیں

مولانا سمیع الحق: تو میں ان کے بیان کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ بہرحال مجھے تمام ایوان کو توجہ دلانی تھی اگر آپ اجازت دے دیتے تو میرے خیال میں تمام اراکین کے جذبات آپ کے سامنے آجاتے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر صاحب اس پر زور نہیں دے رہے۔

مولانا سمیع الحق: میری ترجمانی آپ نے کر دی لیکن میں تو دے رہا ہوں جی۔

جناب چیئرمین: میرے پاس مولانا صاحب کی پاور آف اٹارنی ہے۔ تحریک التواء نمبر ۱۹ جناب قاضی عبدالمجید صاحب۔

ADJOURNMENT MOTION *RE*: FLARING AND WASTAGE OF LPG IN TERMS OF ENERGY CONSERVATION

Mr. Abdul Majid Kazi: May I have permission to move the motion, Sir. I beg to move that the business of the House be adjourned to discuss a serious situation arising out of flaring and wastage in terms of energy conservation of our own 250 tons per day of liquified Petroleum Gas (LPG) and flaring of 150 million cubic feet of another gas per day from various oil producing fields at a current rate of around 33,000 barrels per day in our country. Consequently, the country is losing in foreign exchange, about 25 lac of Rupees per day i.e. 9 crores of rupees per annum as above quantities would display 175 tons per day of kerosine oil and 366 tons per day of furnace oil. These products are in deficit and are being imported in sizeable quantity.

Mr. Chairman: At this we are at the admissibility stage of the Motion and for that you have to prove that this is the matter not only of public interest but of an urgent importance and of immediate occurrence and it falls under the rules. You may very briefly touch on the substance of the Motion also since you have raised it. But I think the criteria for eligibility should be kept in mind before I ask the honourable Minister to reply.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, this Motion raises an issue of an urgent public importance in as much as that if this LPG of 250 tons per day and 1500 cft. of gas instead of being flared is harnessed it will serve domestic oonsumption of 6 lac consumers because these persons are deprived of the facility of gas. In this context, I will quote the speech of the Finance Minister delivered during the Budget.

حکومت نے بڑے غور سے گیس کی موجودہ قیمتوں کا جائزہ لیا ہے ہمیں احساس ہے کہ
گھریلو صارفین کے لیے گیس ایک بنیادی ضرورت بن گئی ہے اور اس قیمت میں اضافے
سے انہیں خاصی دقت ہو گی۔"

Now Sir, in this context how is it fair that we are sparing the gas and depriving 6 lac domestic consumers from the use of this gas. Sir, despite of that we have got plenty of gas reserves in the country and instead of exploiting those reserves adequately and overcoming the crisis of the energy, we have chosen to create an impression in the minds of the people that the gas is in short supply. There are no gas reserves in the country and they are likely to exhaust very soon and there are no chances of creating more gas in the country. These impressions are evident from the facts that it has been decided that not more than 55,000 consumers will get the domestic gas during the whole year. Whereas during last 3 to 4 years Karachi alone was getting 55,000 gas connections, new gas connections in one city. Now, it is 55,000 gas connections for the whole country during one year.

Sir, instead of using the gas for burning as a fuel in Cement Industry and using it as the power thermal energy in power thermal stations, we are importing oil, it is twice as much costly as the gas. We are conserving our gas and importing oil at three times cost. This is unfair for the country. This impression has been increasing in our mind and the steps have been taken to import the oil, is not proper

[Mr. Abdul Majid Kazi]

I think. We have been told that burning of the gas is just like burning of more than the wood which is not correct. Sir. You see that the record of the World is only 2% of the gas which is being used as a field stock and the rest is being used for burning purposes. Here in Pakistan, we are using gas to the extent of 32% in making of the fertilizers and the rest of the gas we are using for other uses. So we are using our gas most appropriately and there should be no ban on using this gas.

Sir, when you talk about the reserves we have got more than 14 trillion cubic feet of gas in the country available at present in terms of free quality and if you take the total, in other worlds, it is more than 17 trillion cubic feet of gas, as against we have only consumed 4 trillion cubic feet of gas during the last 30 years. Now the Pirkoh Field alone has got pressure of 6.6 trillion cubic feet of gas. Whereas we have consumed only 3175 Mcft of gas during the last 30 years. So, if we are going to take proper steps then not only we will be able to give gas to the Industry but at the same time the public also and we can give them 6 lac connections without much problems only if we stop this flaring.

What I am suggesting Sir is this that this should be treated on urgent basis and the flaring should be stopped. When we are talking about the energy crisis, how is it proper that we are not taking any steps to stop the flaring of the gas which is there from some period and if we are going to allow this continue Sir, we will be losing 25 lacs of Rupees every day and during last one year alone we are at a loss of more than Rs. 6 crore in foreign exchange. This year we are going to cross 10 crore (Rs.) in this context, because . . . (Interruption)

Mr. Chairman: I think you are going away from the main subject of the admissibility. We are not discussing the gas policy as such. What we are discussing is whether this can be discussed by way of adjournment motion. This means that it should be a matter of immediate recent occurrence. If you are saying that this has been continuously done for the last several years.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, when we have got the time to discuss the motions like tapping of telephone of Senators then we should have some time, you should give some time to understand the problems. The country is suffering from a lot of problems

because of energy crisis. Our Industrial production has been affected. (Interruption)

Mr. Chairman: Right! I think you have been heard. Mr. Saifullah Khan.

Mr. Salim Saifullah Khan: Sir, first of all I oppose it on technical grounds. As you very rightly mentioned rule 71 (a) of Rules of Procedure which restricts to a matter of recent occurrence. The honourable Member himself has said in his statement that this is not a matter of recent occurrence but just to satisfy the honourable Member and also the House. I would like to make a brief statement. Sir, the factual position regarding the flaring of gas is as follows.

Presently 10.3 MCft of associated gas per day is being flared at various Oils Fields as mentioned below :

The figure is 10.3 and not 15 MCFt of gas as was mentioned by the honourable Member. First is Sir. Khaskhali, this field was discovered by Union Taxas in July 1981 in Badeen area. It is producing about 1.5 MCFt of gas which has been flared. Second is the Laghari Field. This field was discovered by Union Taxas in September 1983 in Badeen area. It is producing about 1.5 MCFt of gas. Third is Tando Alam. This field was discovered by Oil & Gas Development Corporation in May 1984 in Hyderabad. It is producing about 1.3 MCFt of gas.

Sir, the flaring of associated gas in the South is inevitable because such small volume do not justify laying of a transmission line upto Hyderabad. However, a gas field at Colachi has also been discovered by Union Taxas in the same areas and the possibility of installing and integrated system is being examined actively by the concerned agencies. The major issue of highly developed Colachi Field is the price of gas which Union Taxas has asked *i.e.* US Dollars 2.5/MCFt as against the Wellhead price of Sui gas of only Rs. 10.96/MCFt. The Ministry is discussing with Union Taxes a reasonable price proposal and hope that this would be resolved shortly.

Sir, in North there is Adhi field which was discovered by Pakistan Petroleum Limited in February 1978 in district of Jhelum.

[Mr. Salim Saifullah Khan]

It has started production about 6 MCFt of gas in early 1984. This field is located at a distance of about 40 miles from the main transmission lines and 10 inch dia-meter is estimated to cost Rs. 10 crore. In order to transmit this gas, PPL is required to indicate the firm quantity of gas, period of availability and pressure of gas so that a suitable pipeline could be laid for this purpose. To answer these questions, PPL has instituted a field simulation study which is likely to be completed by September 1985. Further planning for utilization of gas would depend upon the results of this study because there is possibility that this gas might be required for reinjecting to obtain maximum recovery of oil.

Sir, as for the details, I would be, I think, wasting the time of this August House. These are highly technical issues. We are aware, we know the gas upto the quantity, I mentioned 10.3 million cubic feet of gas, is being flared. But as I submitted Sir, there are reasons for it. In certain cases, the quantities are too small to justify laying of transmission line and in the case of Ghazi. I have already submitted that PPL is hopeful that the study would be complete in 1985 after which we will act on this particular result.

Mr. Chairman: An honourable Member was raising the question whether it is possible for you to stop flaring of the gas. If you could comment on that whether it is technically possible?

Mr. Salim Saifullah Khan: Sir, flaring of gas certainly is possible.

Mr. Chairman: No, stopping of flaring of the gas?

Mr. Salim Saifullah Khan: Stopping is also possible, Sir, but provided you can use, you have transmission lines available, I mean, otherwise, we have to inflare and in certain cases, we also have to reinject sometimes the gas to bring out the oil. So, these are highly technical issues and we have our technical people. The Government is aware. We are in very short supply of natural gas. It is a national wealth. I can assure the Senator and the House that we would like to conserve to the maximum extent possible so that this national wealth is not wasted. We are aware of it and we are taking a suitable action. As a matter of fact, Sir, the honourable Prime Minister had also asked for the papers to be submitted to him on this particular subject which we have already done.

Mr. Chairman: Thank you.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, it has been admitted that six billion cubic feet of gas per day is being flared either from 1981 or the date from which the fuel was produced and this is considered as un-economical on the basis that it needs a ....(Interruption)

Mr. Chairman: Kazi Sahib, I think, you are ruining your own case. This is the very fact that if there is something which I think, has been happening since 1981, you cannot describe as something which has happened as matter of recent occurrence.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, I am only talking as a reply as to what is talked about, Sir. It is said that ten crore of Rupees will be required to save this gas from being flared. Now Sir, I understand out of the six billion cubic feet in terms of permanent displacement will bring you four lakh of rupees every day and what you need is only five hundred in a day that you could repay this amount. Cannot we make feasibility in terms of imports substitution? Why are you talking about the current plight of the country? When we talk about the Sanda Project, you say this is not feasible because the pressures are so low that this is not feasible. When we talk about, why don't we consider the import's actual prices of the furnace oil, Sir, and I will say that every day, I mean, from this onward, only four lakh of rupees worth of gas we are selling, I mean, availing every day. At the same time, out of the six billion cubic feet of gas we will get 30 tons of LPG which again: ....(Interruption)

Mr. Chairman: That may all be very correct actually but we are not discussing, as I submitted to you before, the gas policy. We are on the admissibility of the motion.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, for some time for development, there will be gas gathering. The recovery plant will have to be set up to avoid wastage of gas of the quantity produced alongwith oil. Sir, when are they adopting this policy? They are going to develop only when there will be arrangements. How is it that we have ignored all these fields losing the gas, Sir?

Mr. Chairman: Well, I am very sorry I think, I cannot allow this discussion to proceed any further. We are talking of the admissibility of the motion.

Mr. Abdul Majid Kazi: Sir, I would only want an assurance that why they cannot avail the studies of this project, feasibility in terms of imports of substitution and it is signal to those projects which are feasible like this, Sir.

Mr. Chairman: I think, the honourable Minister mentioned that they are already looking into it and they have already submitted a paper on this to the Prime Minister and they would be looking into it further. But you cannot raise issues of this type by way of adjournment motions. I think, the motion is ruled out of order and please take your seat.

(Interruption)

Mr. Chairman: Opportunity in the proper manner but not by way of adjournment motion discussing the whole gamut of policies relating to the development of gas in this country. There could be a resolution on this subject separately and if you are lucky we could devote a whole day to the discussion of this but you cannot go on in this way. . . .(Interruption)

He was unlucky actually if it did not come out in the ballot; so, please take your seat. (Interruption).

Mr. Abdul Majid Kazi: Something has to be done, Sir, we have a very poor country. We cannot afford foreign exchange, I mean, we must feasibility . . . . (Interruption).

Mr. Chairman: I am sure, the Government is more aware of the polity of this country than we individually are. I think, half an hour devoted to adjournment motion is now over, and I am afraid we are cutting in the right of the private members to discuss their own affairs.

Yes Jenab Magsi Sahib! Are you moving your adjournment motion? There are several other motions before us and half an hour which is devoted to adjournment motion is already over. Does it relates to Irrigation water?

Mir Yousaf Ali Khan Magsi: To drinking water and not Irrigation water.

Mr. Chairman: Drinking water is the responsibility of the Provincial Governments and you cannot raise any issue of that type ...in by way of adjournment motion. You can bring your point on ...me other pretext.

Mir Yousaf Ali Khan Magsi: I can discuss, anything in this country. I request, Sir.

Mr. Chairman: I do not think actually that is possible.

میر یوسف علی خان مگسی : جناب والا ! تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ، گھٹ کے مرجائیں یہ مرضی میرے صیاد کی

مولانا سمیع الحق : جناب والا ! آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ اہم ترین تحریکیں قومی مسائل پر تھیں آپ نے فرمایا تھا کہ آخری دن اس کے لیے کچھ وقت بڑھا دیں گے ۔ لوڈ شیڈنگ اور کالا باغ ڈیم اور سود یہ کئی مسائل تھے ۔

جناب چیئرمین : آپ کے ریزولیوشن ہیں جو آپ کو اجازت دیتے ہیں ۔

مولانا سمیع الحق : میں یہ چاہتا تھا کہ آخری دن میں کوئی ایک تحریک التوا منظور ہو جاتی ۔

جناب چیئرمین : تحریک التوا کے لیے جو وقت مقرر ہوتا ہے اس میں آپ نے کوئٹہ کی صورت حال پر ڈیڑھ یا دو گھنٹے بحث میں حصہ لیا ۔

مولانا سمیع الحق : سب میں عوامی مقامات پر گیا تو لوگ ہمارے مرحوم چیئرمین خواجہ صفدر کو دعائیں دینے لگے وہ کہتے تھے کہ وہ کبھی کبھی کوئی ایک منظور کر لیتے تھے ۔

جناب چیئرمین : اچھا ہے اگر کسی کی مغفرت آپ کی دعاؤں سے ہو جاتی ہے میرے مرحوم خواجہ صاحب ہمیں یاد آ رہے ہیں ۔

I think, we take up the next item on the Order of Day.

جی جناب بلیجو صاحب !

جناب حمزہ خان بلیجو : جناب ! میں نے بھی کچھ تحاریک التوا پیش کی تھیں ب

جناب چیئرمین : وہ سب ریکارڈ پر ہیں ۔ اب کیا کریں ۔ آدھا گھنٹہ مخصوص ہے ۔

جناب حمزہ خان بلیجو : جناب ! لوگوں کو تو بہت ہی موقع دیا گیا ایک موقع ہمیں بھی دیا جائے ۔

جناب چیئرمین: یہ اسی آرڈر میں ہم نے لیے ہیں جس آرڈر پہ یہاں درج ہیں

Bill to be introduced by Qazi Abdul Latif Sahib and Maulana Sami-ul-Haq Sahib, I think, they can ask for the leave of the House.

A BILL TO ENFORCE SHARIAH IN THE COUNTRY

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں شریعت کے نفاذ کے لیے ایک بل پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ براہ مہربانی قانون نفاذ شریعت کا بل پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Mr. Chairman: Is it opposed? The question before the House is:

> "That leave be granted to Qazi Abdul Latif Sahib and Maulana Sami-ul Haq Sahib to move the Bill called :– leave to introduce a Bill to enforce Shariah in the country."

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Point of Order, Sir.

Mr. Chairman: Yes.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, I beg to submit that Qazi Sahib may be asked first and then from me, for which reason I oppose him.

جناب اقبال احمد خان: جناب! پہلے اس کے متعلق میں نے ابھی بحث کی ہے مودورلر سے، ہماری بات مکمل نہیں ہو سکی کہ پہلے یہ موشن آ گئی۔ میری یہ گزارش ہے کہ محترم قاضی صاحب کو سن لیا جائے اور پھر مجھے سن لیا جائے کہ کس وجہ سے میں ان کی مخالفت کرتا ہوں۔ پھر آپ ہاؤس کی رائے لیں۔ اس طریقے سے وہ بات اراکین مجلس پر واضح نہیں ہو سکے گی کہ میں کن وجوہ پر مخالفت کرنا چاہتا ہوں اور شاید قاضی صاحب اور ان کے دوسرے ساتھی محرکین بھی جن وجوہ پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب نے چونکہ کوئی اظہار خیال نہیں فرمایا، میرا خیال تھا کہ وہ شاید کچھ نہیں کہنا چاہتے جناب قاضی صاحب آپ اپنے بل کے بارے میں اظہار خیال فرمائیں۔

قاضی عبداللطیف: جناب ۳۱ سال سے دستور کے اندر ہمیں یہ ضمانت دی گئی ہے کہ حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور قرآن اور سنت کے مطابق یہاں مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی ڈھالنے کا موقع دیا جائے گا اور ایسا ماحول پیدا کیا جائے گا کہ جس سے پاکستان کو اس تشخص سے پہچانا جائے کہ یہ اسلامی ملک ہے اور یہاں اسلامی قوانین نافذ ہیں۔ ۳۱ سال کے اندر تقریباً سات مرتبہ دستور بنا ہے جن میں سے پہلے تین سال کے تین دستوروں کو تو نافذ ہونے سے پہلے ہی ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو چار ہیں ان کو تھوڑا تھوڑا وقفہ دیا گیا اور مہلت دی گئی لیکن اس کے بعد ان کو بھی ختم کر دیا گیا۔ آج تک ہم یہ محسوس نہیں کر سکے کہ اس دستور کے ماتحت ہماری قانون سازی کے لئے اصول اور قانون سازی کے لئے حدود کیا ہیں۔ میں اس بل کے ذریعے سے جناب وزیر قانون اور اس ہاؤس کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو قانون سازی ہو رہی ہے وہ اس طریقے سے ہو رہی ہے اور وہ لوگ کر رہے ہیں جو اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۳۱ سال تک ہم ملک کے اندر شریعت کا قانون نافذ کرنے میں ناکام رہے ہیں ہم نے ہمیشہ کیلئے یہ تو کہا ہے کہ قرآن اور سنت کے مطابق قانون بنایا جائے گا، لیکن آج تک نہ تو ہماری عدالت کا نظام اور نہ معیشت کا نظام اور نہ انتظامیہ کا نظام قرآن اور سنت کے مطابق بن سکا اسکی وجہ یہی ہے کہ ہمارے لئے ایک لائن متعین نہیں ہے۔

میں یہ گذارش کروں گا کہ قانون شریعت کو بھی کم از کم ویسا استحقاق اور مقام دیا جائے، جو موجودہ قانون کو حاصل ہے مثلاً اگر کوئی جج صاحب تعزیرات پاکستان کے تحت فیصلہ کرتے ہیں تو ۲۰۰ سال پہلے کے ججوں کا بھی اس کے اندر وہ حوالہ

[Qazi Abdul Latif]

دیتے ہیں۔ اسی طریقے سے کوئی سپیکر یا کوئی چیئرمین اگر کسی مسئلے پر کوئی رولنگ دیتا ہے تو وہ سہارا لیتا ہے سابقہ سپیکروں اور سابقہ چیئرمینوں کے فیصلوں کا اور ان کا حوالہ دے کر کے وہ کہتے ہیں کہ فلاں سپیکر نے فلاں سال کے اندر اس سلسلے میں یہ فیصلہ دیا تھا۔ لہذا اسی کی بنیاد پر میں بھی آج یہ فیصلہ دے رہا ہوں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ قانون موجودہ کے ساتھ تو یہ حال ہے لہذا یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے لیکن قانون شریعت کے متعلق ایسا نہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام ابویوسف اور اسی طریقے سے دوسرے آئمہ کرام کا حوالہ دیا جائے جنہوں نے ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ ہمارے سامنے چھوڑا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے بعض جج حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قانون تعزیرات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اسکلئے ہم اسے نظرانداز نہیں کرتے بحیثیت مسلمان اور بحیثیت حنفی مسلک کے میں یہ کہونگا کہ جہاں پہ آبادی ۹۵ ٪ حنفی ہے۔ ہماری نماز حنفی ہے، ہمارا روزہ حنفی ہے ہمارا حج حنفی ہے ہماری زکوٰۃ حنفی ہے، ہمارے نکاح اور طلاق کے معاملات حنفی ہیں، لیکن کیا بات ہے کہ ہم معیشت کے اندر اور عدلیہ کے اندر انتظامیہ کے اندر ان قوانین کو لانے میں ناکام رہتے ہیں اور جب وہاں پر یہ نام لیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ بہت سے مذاہب اس کے اندر آجائیں گے، ان کو آج تک انگریز نے تو معطل کیا تھا لیکن انگریز کے چلے جانے کے بعد جب پاکستان بن گیا ہے تو پھر یہ کیوں معطل ہے؟ اور ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن اور سنت کے مطابق ہمیں قانون سازی کرنی ہے اور ان لوگوں نے ایک بہت بڑا ذخیرہ ہمارے سامنے جمع کر دیا ہے جو اجتماع اور قیاس اس کے اندر ہماری رہنمائی کرتا ہے اور لاکھوں کتابیں ہمارے سامنے بنی بنائی موجود ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے ہم قانون سازی کرتے ہیں تو اس کے اندر پھر غلطیاں کرتے ہیں اور پھر وہ یہاں دوبارہ ترمیم کے لئے آتا ہے۔ جس کے لئے میں مثال پیش کروں گا کہ مثلاً مضاربت کا قانون جب پیش کیا گیا اور اس کے اندر خامیاں بتلائی گئیں اور یہ کہا گیا کہ یہ قانون شریعت کے لحاظ سے اسلام کی ترجمانی نہیں کرتا اس لئے کہ سرمایہ داروں کو تحفظ دیا گیا ہے اور اس کے اندر مزدور کی محنت کا کوئی تحفظ نہیں ہے جو کہ

اسلام کا روح اور اسلام کے فلسفہ اور اسلام کے اجتہاد کے خلاف ہے تو کہا گیا ہے کہ اس کے بعد اس کی تصحیح کرائی جائے گی اور کمیٹی مقرر کی جائے گی۔

میں گذارش کروں گا کہ یہ جو قانون سازی ہم کر رہے ہیں اس کے لئے بھی یہ ہونا چاہیے کہ ہم اس کے لئے ایک لائن متعین کریں اگر ایران کے اندر ایک فقہ اس حکومت کا قانون بن سکتا ہے، اگر سعودی عرب کے اندر ایک فقہ اس ملک کا قانون بن سکتا ہے اور پبلک لا اسی کے اندر ہو سکتا ہے، اگر اردن کے اندر ایک قانون بن سکتا ہے۔ دوسرے اسلامی ممالک کے اندر ایک قانون بن سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ جہاں ۹۵ فیصد آبادی ایک مذہب اور مسلک کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ان کی حق تلفی کی جاتی ہے۔ ہمیشہ قانون کے لیے طریقہ کار یہ ہوتا ہے اور وہ قانون کامیاب رہتا ہے جس کے ساتھ لوگوں کا تعلق عقیدت کے لحاظ سے ہو میں یہ کہتا ہوں کہ اسی کو ہم نے اسلام سمجھا ہے، اسی کو ہم نے قرآن سمجھا ہے، اسی کو ہم نے حدیث سمجھا ہے۔ آپ کے تمام لوگ اسی فقہ پر عمل کرتے ہیں اور آپ کے تمام دیہات اور آپ کے تمام شہروں میں جہاں پر بھی حرام حلال کا مسئلہ آتا ہے تو اسی فقہ کے تحت آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مخصوص طبقہ ہے جو اندر اندر عدلیہ کے اندر اور انتظامیہ کے اندر اس کو آنے نہیں دیتا۔ اس لئے کہ انگریز نے اس کو اپنے زمانے کے اندر منسوخ کر دیا تھا۔

اب کہا یہ جاتا ہے کہ ہم قانون تو بناتے ہیں لیکن قانون بنانے وقت یہ نہیں کہا جاتا کہ ہم ان اصولوں سے استفادہ کریں گے یا ہم ان اصولوں کے پابند ہوں گے جو استنباط کے اصول ہیں جو اجتہاد کے اصول ہیں اور جس طریقے سے اجتہاد کیا جاتا ہے اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تک ہم قدم قدم پر ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور آج تک ہم قانون سازی میں ناکام رہے ہیں اور پھر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ لوگ اس کو مانتے نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے لوگ اس کو ماننے کیلئے بےچین ہیں۔ وہ ہمیشہ مطالبہ کرتے ہیں یہ ساری تحریکات اسی پر چلتی ہیں کہ اسلام یہاں کیوں نہیں آ رہا۔ میں کہتا ہوں کہ آٹھ سال کے اندر موجودہ حکومت نے بہت کام کیا

[Qazi Abdul Latif]

ہے اسلام کے لئے عبادات کے لئے نماز کے لئے ، روزے کے لئے ، حج کیلئے زکوٰۃ کے لئے کیا ہے ، لیکن اس کے باوجود بھی تاثر یہ ملتا ہے کہ موجودہ حکومت نے اسلام کے متعلق کیا کیا ہے ، اس لئے کہ یہ چیزیں تو عوام پہلے سے بھی کرتے تھے ۔

اصل سوال یہ ہے کہ عدلیہ کے نظام کو کیوں تبدیل نہیں کیا جا رہا ، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کسی اصول کے پابند اپنے آپ کو نہیں بنا رہے ، میری گذارش یہ ہے اور اس بل کے لانے کا میرا مقصد یہ ہے کہ اگر آپ قانون سازی کے لئے اس ایوان کو اور اسی طریقے سے قومی اسمبلی کے ایوان کو اور اسی طریقے سے قانون سازوں کو اس کا پابند بنا دیں کہ وہ ان اصولوں کے اندر رہتے ہوئے جو آئمہ کرام نے ہمارے لئے اجتہاد کے اصول مقرر کئے ہیں ، قرآن کی تفسیر کے اصول مقرر کئے ہیں اور حدیث کے اصول مقرر کئے ہیں ، قانون سازی کریں میرا خیال ہے کہ اس سے فوراً انقلاب آسکتا ہے ، قانون سازی ہو سکتی ہے ، یہ قانون سازی مشکل نہیں ہے ، ہم قانون سازی کا حق ان لوگوں کو دے دیتے ہیں کہ جو اس کی ابجد سے واقف نہیں ہیں ۔ تو میں نے اس بل کو اسلئے پیش کیا تاکہ عملی طور پر اور اس فقہ کے اندر رہتے ہوئے جو اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا کہ انفرادی اور اجتماعی دونوں طریقے سے مسلمانوں کو اسلام کے تابع بنایا جائے ۔

اس بل کے ذریعے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اجماع کو حجت مانا جائے ، مجتہدین کے اجتہاد کو مانا جائے ، اور اسی طریقے سے ان اصولوں کو تسلیم کیا جائے جو اصول تفسیر ہیں ، علم اصول حدیث ہیں ، علم اصول فقہ ہیں ، انہی کے ماتحت اجتہاد اگر کیا جائے تو کون کہتا ہے کہ ہم اجتہاد کے خلاف ہیں ، آج کے زمانے کے اندر ہم نے کبھی نہیں کہا ، یہ ہم پر ایک الزام ہے کہ ہم نے اجتہاد کی مخالفت کی ہے ، ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب ابدی ہے ، جب ہمارا مذہب ابدی ہے اور ابد تک جب نئے نئے مسائل پیدا ہوتے رہیں گے تو ان کو یقینی طور پر اجتہاد کے ذریعے سے ہی حل کیا جائیگا ، لیکن اس کا مقصد یہ نہیں ہے جس طرح ۱۹۶۲ء کے اندر ادارہ تحقیقات اسلامی بنایا گیا تھا ، اس

نے اپنے موضوع سے ہٹ کر بجائے اس کے کہ جو نئے مسائل ہمارے سامنے آئے تھے۔ ان کے بارے میں اجتہاد کر کے ہماری راہنمائی کرتے۔ انہوں نے یہ کردار انجام دیا ہے کہ ہمارے سابقہ جتنے بھی متفقہ اور اجتماعی مسائل تھے ان پر ریسرچ شروع کر دی۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ زکوٰۃ ٹیکس ہے اور اس کے تغیّر و تبدل کا ہمیں اختیار ہے، وغیرہ وغیرہ۔ میں گذارش کرونگا کہ ادارہ تحقیقات اسلامی اس لئے ناکام ہوا۔ ۱۹۷۲ء کے آئین کے اندر اس کی گنجائش تھی۔ لیکن ۱۹۷۳ء کے اندر اس کی گنجائش ختم کر دی گئی تھی۔

میں گذارش کرونگا کہ یہ اصول تسلیم کر لیئے جائیں۔ اجتہاد وہی معتبر ہوگا، جو ان اصولوں کے ماتحت ہوگا۔ اور اسی طریقے سے اجتماع وہی معتبر ہوگا جو ان اصولوں کے ماتحت ہوگا۔ قرآن کریم کی تفسیر کا وہی اعتبار ہوگا جو ان اصولوں کے ماتحت ہوگا۔ ہر کسی کو تفسیر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن و سنت کے مطابق ہم قانون بنائینگے۔ لیکن سوال یہ ہے وہ کن اصولوں کے ماتحت ہوگا۔ اور اگر ان اصولوں کی عملی طور پر کوئی تقلید کر سکتا ہے تو ٹھیک ہے۔ اور اپنے اصولوں کی تردید ثابت کر سکتا ہے۔ تو پھر ہم ماننے کے لیئے تیار ہیں۔ ہم متعصب نہیں ہیں۔ اسی طریقے سے اصول حدیث اگر وہ ان کی تکذیب نعوذ باللہ کر سکتے ہیں۔ یا ان پر اپنے اصولوں کی ترجیح ثابت کر سکتے ہیں۔ تو پھر ماننے کے لئے ہم تیار ہیں۔ لیکن اگر وہ اصول ابدی اور اٹل ہیں۔ اور انہی کے ذریعّہ سے اگر شاہ ولی اللہ ان کا مقلد ہے، مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ان کا مقلد ہے، شاہان دھلی سارے ان کے مقلد ہیں اور اسی طریقے سے ہمارے اولیاء کرام خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اس کے مقلد ہیں، خواجہ نظام الدین اس کے مقلد ہیں۔ اگر یہ سارے حضرات اس تقلید پر فخر کرتے ہیں باوجود اس بات کے کہ ان کے علم کی ابجد تک ہم نہیں پہنچ سکے۔ ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ تقلید کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اندھے طور پر اس کے پیچھے چل پڑیں۔ اور اسی چیز کے بارے میں امام رحمتہ اللہ نے صاف کہا تھا، اگر میرا اجتہاد قرآن و سنت

[Qazi Abdul Latif]

کے خلاف ہے تو اسے ٹھکرایا دیا جائے۔ اور ہمارا اصول یہی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں جو ہدیہ پیش کیا ہے وہ قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ انہوں نے جو کچھ پیش کیا ہے، وہ قرآن و سنت کے موافق ہے اسی سے استنباط کیا ہے۔

میں گذارش کرونگا کہ اس بل کو لانے کا میرا مقصد یہ ہے کہ اس معاشرے کو اب آگے چلنے دیا جائے جو آج تک ٹھہرا ہوا ہے۔ اور اس دعدے اور دعوئ کے باوجود بھی کہ ہم قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنائینگے لیکن آج تک ہم اس کے اندر کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس بل کا مقصد یہ ہے کہ اس کو چلنے دیا جائے۔ اور قانون سازی کی جائے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ، مولانا سمیع الحق صاحب!

مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب چیئرمین، جیسا کہ ہمارے محترم قاضی صاحب نے فرمایا ہم اس مشن کی، ان محنتوں اور اس جدوجہد کی تکمیل کرانا چاہتے ہیں جو برصغیر کے مسلمانوں نے اس ملک میں اللہ کے دین کے قیام کے لئے کی۔ اور پاکستان کا معنی لا الٰہ الا اللہ قرار دیا گیا۔ پھر موجودہ حکومت نے آٹھ سال مارشل لاء کے دوران مسلسل یہی نعرہ لگایا کہ ہمارا اہم ترین مقصد اس ملک میں دین کی بالادستی اور شریعت کا نفاذ ہے۔ پھر ہم نے "قرارداد مقاصد" میں اور پالیسی کے رہنما اصولوں میں خداوند تعالیٰ کی حاکمیت کا وعدہ کیا، جسے اب آئین کا بھی ایک حصہ بنا لیا گیا ہے۔ اب اللہ کی حاکمیت یہی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے خود تشریح کی ہے۔ (عربی)

کہ حکم اور فیصلہ اور قانون صرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ اور صاف فرمایا کہ (عربی)

جب اللہ تعالیٰ نے کسی معاملہ میں قرآن و حدیث کے ذریعہ ایک حکم سنا دیا اور فیصلہ دے دیا، تو کسی مومن اور مومنہ، کسی مرد یا خاتون کو یہ حق نہیں، اس کے خلاف وہ رائے دے سکے۔ اور کوئی قانون بنا سکے۔ پھر اتنے سخت الفاظ فرمائے۔ (عربی)

اور ظالم اور کافر، حاسد اور مشرک کئی الفاظ اللہ تعالیٰ نے کہے۔

اس بل کے ذریعے ہمارا جو مشن ہے اور حکومت بھی جو اعلانات کر رہی ہے ۔تو اسلامی قوانین کی بالادستی صرف مواعید اور خوشنما بیانات اور تقاریر اور ذرائع ابلاغ پر اس کی اشاعت سے نہیں ہوسکتی ۔اس کا بنیادی ذریعہ یہ ہے کہ ہم مقننہ ، عدلیہ ، انتظامیہ ان تینوں اداروں کو شریعت کی بالادستی کے تابع کر دیں ۔تو اس میں ہم نے تین چیزوں کو بڑی اہمیت دی ہے ۔ایک تو مقننہ کو یہ حق نہ ہو ، کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو شریعت کے خلاف ہو ، خواہ وہ پارلیمنٹ ہو ، خواہ وہ قومی اسمبلی ہو ، خواہ وہ سینٹ ہو ، اگر وہ کوئی ایسی بات منظور کرے ، تو اسے نفاذ شریعت کی عدالت میں چیلنج کیا جائے ۔دوسرے ملک کی تمام عدالتیں ہر قسم کے مقدمات ، خواہ وہ مالی معاملات ہوں یا غیر مالی ، شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کی پابند ہوں ۔اور جو بھی شریعت کے خلاف فیصلے کیئے گئے ، ان کو قانونی حیثیت نہ دی جائے ۔تیسری بات یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا دائرہ کار اختیار سماعت اور فیصلہ بلا استثنا ہر قسم کے مقدمات پر حاوی ہو ، چوتھی بات یہ ہے کہ انتظامیہ کا کوئی فرد بھی بشمول صدر مملکت ، بشمول وزیر اعظم ، شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور اگر کوئی ایسا حکم دے دیا تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی اور اس کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا اور پانچویں بات یہ ہے کہ ہم یہاں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا صحیح تحفظ چاہتے ہیں ۔ہم ان سب کو اپنے اپنے فقہی مسالک کے مطابق فیصلہ کرنے کا حق دینگے ۔ان کے پرسنل لاء میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی ، اسی طرح غیر مسلم اقلیت ، کی مذہبی تعلیم ، تبلیغ ، مذہبی قانون کا پورا تحفظ کیا جائیگا ۔

آخری بات یہ ہے کہ شریعت نے جو بھی حقوق اسلامی مملکت کے شہریوں کو دیئے ہیں ، خواہ وہ مسلم ہیں یا غیر مسلم ، ان کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا جاسکے گا ۔اور اگر کوئی حکومت اس طرح کے حقوق پر اثر انداز ہونے والے احکام جاری کرے تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوگی ، اور اسے عدالت میں چیلنج کیا جاسکے گا

[Maulana Sami-ul-Haq]

تو مختصراً محترم! اس قانون کی غرض و غایت خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ملک کے اسلامی نظریہ کا استحکام ہے۔ تاکہ ملک کے تمام باشندے جس نظام کے لئے بے چین ہیں۔ وہ مطمئن ہو جائیں ورنہ خدانخواستہ ہم نے جتنے شد و مد سے اسلام کا نام لیا ہے۔ اور ہم کہتے ہیں اسلامی نظام آگیا ہے اور لوگوں کو نتیجے میں سوائے، بدعنوانی، کرپشن، برائی اور ظلم و ستم کے کچھ نہ ملے، تو لوگ کہیں گے کہ اسلام کا عالم وجود میں اور حقیقت کا دنیا میں کوئی ایسا ہی تصور ہوگا، اسلام کے انتظار میں جو لوگوں کا حسین تصور تھا۔ وہ تصور ہی ختم ہو جائیگا اسلام ایسی چیز ہے وہ جاری ہو نہیں سکتی ہے۔ یا اگر جاری ہو بھی جائے تو مشکلات ختم نہیں ہونگی۔ تو لوگ اسلام ہی سے برگشتہ ہو جائینگے۔ اس لیے میں کہتا ہوں خدارا اس سینٹ کے ایوان کو یہ شرف اور اعزاز دے دیجئے کہ وہ اس بل کو منظور کرے۔ اور پارلیمنٹ کے مشترکہ حلقوں میں یہ جو فضیلت حاصل ہو گی یہ سینٹ کو حاصل ہو سکے گی۔ تو میرے سینٹ کے تمام ارکان بھی اس کی پرزور حمایت کرینگے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب وزیر انصاف صاحب!

جناب اقبال احمد خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم، جناب چیئرمین! میں شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس بل کے متعلق اپنے کچھ خیالات کا اظہار کر سکوں۔ جناب والا! جن جذبات کے تحت اس بل کو پیش کیا گیا ہے پاکستان کے نو کروڑ مسلمانوں کے یہی جذبات ہیں اور میں ان کی قدر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بلکہ میں یہ عرض کرونگا کہ قیام پاکستان کے وقت برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے اس لئے جدوجہد کی تھی کہ ایک ایسا خطہ زمین حاصل کیا جائے، جہاں قرآن و سنت کے مطابق نظام حکومت قائم کیا جائے۔

جناب والا! قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان کے قیام کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بھی یہ ارشاد فرمایا تھا کہ پاکستان کا آئین قرآن و سنت کے مطابق ہوگا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے متعدد دفعہ اس بات کا

اعلان کیا کہ پاکستان میں تمام قوانین قرآن و سنت کے مطابق بنائے جائیں گے اور انہوں نے یہ بھی تخصیص فرمائی کہ قرآن پاک کے قانون اور اصول اور ضابطے آج بھی اسی طرح جاری و ساری ہیں اور قابل عمل ہیں جس طرح کہ چودہ سو برس پہلے تھے۔ اس لئے کسی بھی مسلمان کا اس بات پر اختلاف نہیں ہو سکتا کہ پاکستان میں قرآن و سنت کے مطابق قوانین کو مرتب نہ کیا جائے یا جو پہلے سے قوانین موجود ہیں انکو اس کے مطابق درست نہ کیا جائے۔ اس میں جناب کوئی دو رائے نہیں ہیں۔ لیکن یہاں جو بل پیش کیا گیا ہے اسکے متعلق اظہار کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرونگا کہ جس بات کا موورز نے اظہار فرمایا ہے کہ پاکستان میں کچھ نظر نہیں آرہا کہ اسلام نافذ ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا اور آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ پاکستان میں اسلامی قوانین کافی حد تک مرتب ہو چکے ہیں۔ ان پر عملدرآمد بھی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب والا! ہمارے معاشرے میں اتنی برائیاں آچکی ہیں کہ محض قوانین کے ذریعے سے ان کو درست کرنا ممکن نہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ملک میں بڑے سخت قسم کے قوانین موجود ہیں، منشیات کے متعلق آپ دیکھتے ہیں، چوری کے متعلق آپ دیکھتے ہیں اور یہ حدود آرڈیننسز نافذ ہو چکے ہیں لیکن اسکے باوجود معاشرے سے برائیاں کم ہونے کی صورت پیدا نہیں ہو رہی۔ اس لئے میں یہ عرض کرونگا کہ صرف یہی کہنا کافی نہیں ہے کہ ملک میں خدانخواستہ کوئی قانون ایسا موجود ہے جو قرآن و سنت کے مطابق نہیں بلکہ دراصل ملک میں معاشرتی حالت بہت خراب ہو چکی ہے جسکی اصلاح کے لئے ہمیں ہمہ تن کوشش کرنا ہوگی اور اس کے لئے ہمیں پاکستان کے ہر طبقے بالخصوص معزز علمائے کرام کی امداد و اعانت کی ضرورت ہوگی کہ وہ ایک عظیم تبلیغی مہم چلائیں کہ جسکے ذریعے سے مسلمانوں کے اخلاق کو سنوارنے کی کوشش کی جائے۔

جناب والا! اسلام کا نفاذ بھی کوئی اتنا آسان نہیں۔ حضرت علامہ اقبال نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

چون می گویم مسلمانم بلرزم
که دانم مشکلات لا الہ را

جناب والا! جب اسلام نافذ ہو گا تو پھر اس ملک میں لمبے لمبے عیاشی کے سامان پیدا نہیں ہو سکتے۔ انسانوں کو سادگی اختیار کرنا ہو گی اور یہ چیزیں اخلاقی تبلیغ کے ذریعے سے درست کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے میں ان محرکین کی خدمت میں ادب و احترام سے گذارش کرونگا کہ اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی غیر شرعی قانون اس ملک میں موجود ہے تو اس کو اسلامی ڈھانچے میں نہ ڈھالا جائے۔ میں خصوصی طور پر اس بل کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے ایک تجویز دی تھی، ٹیکنیکل بناء پر۔ جناب والا! اس بل کے ذریعے سے اس آئین میں ترمیم کی کوشش کی گئی ہے جو قاعدے اور ضابطے کے مطابق درست نہیں ہے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اگر ہم اپنے آئین، قانون اور ضابطوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر ملک کا نظام صحیح طور پر نہیں چل سکے گا۔ اس سینٹ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اس سینٹ نے ایسی روایات قائم کرنی ہیں کہ جسکے ذریعے سے ملک میں قانون کی بالادستی ہو، آئین کی بالادستی ہو اور رولز و قواعد کے مطابق ہم کام کریں اور جب ان حدود و قیود کو ہم اپنے آپ پر لاگو نہیں کریں گے تو پھر ہم کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ اس معزز ایوان کے بنائے ہوئے قوانین پر عوام عمل کریں گے۔ اس لئے میں کچھ گذارشات اس ضمن میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! انہوں نے یہ جو بل پیش کیا ہے اگرچہ بدقسمتی سے ہمیں یہ بروقت نہ مل سکا اور اس پر زیادہ غور و فکر نہ کیا جا سکا۔ یہ بھی ہمارا اپنا ہی قصور ہے، ہمیں چاہیے تھا کہ اس بل کو ہم پہلے حاصل کر لیتے اگرچہ محرکین نے تو کافی دنوں سے یہ پیش کر رکھا تھا۔ اب جناب والا! اس میں جو دفعات ۲، ۴، ۵، ۶، ۷ اور ۸ دی گئی ہیں تو اس سلسلے میں آپ کی توجہ میں آئین کی طرف دلاؤں گا۔ اب جناب والا! آئین جب ترتیب دیا گیا تو اس کے بعض

مقاصد تھے تو آئین میں جو مقاصد اس بل سے ان دفعات سے آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں، جنکا میں نے ذکر کیا ہے وہ جناب والا! آئین کی قرارداد مقاصد ہے میں وقت کی کمی کی وجہ سے ساری قرارداد پیش نہیں کرونگا، میں مختصر حوالہ جات دونگا۔ مثال کے طور پر قرارداد مقاصد میں یہ دیا ہوا ہے کہ

Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social Justice as enunciated by Islam, shall be fully observed;

اس بات کا ہم نے عہد کر رکھا ہے۔ جناب والا! اس میں یہ دیا ہوا ہے۔

Wherein the Muslims shall be enabled to order their lives in the individual and collective spheres in accordance with the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah;

پھر جناب والا! preamble کے آخر میں دیا ہے کہ:

Now, therefore, we the people of Pakistan, conscious of our responsibility before Almighty Allah and men;

ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں اور اسلئے ہمیں کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیئے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہو۔

جناب والا! میں اسی طرح آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۲ کی طرف مبذول کراؤنگا جس میں یہ دیا ہوا ہے کہ

Islam shall be the State religion of Pakistan.

اور ۲ (اے)، جو نیا آرٹیکل [redacted] ہوا ہے اس کے ذریعے ہمارا جو preamble تھا اس میں قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے اور اس طریقے سے جو اعلانات ہم نے قرارداد مقاصد میں کئے تھے اب وہ آئین کا حصہ ہیں۔ اب جناب والا! میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۱۳ کی طرف

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

دلانا چاہتا ہوں اور اس بل کے ذریعے سے جو مقاصد ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں ، آرٹیکل ۳۱ میں یوں دیئے ہوئے ہیں :

31. (1) Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah.

Then Sub Article 2. The state shall endeavour as respects the Muslims of Pakistan,—

(a) to make the teaching of Holy Quran and Islamiat compulsory to encourage and facilitate the learning of Arabic Language and to secure correct and exact printing and publishing of the Holy Quran,

(b) to promote unity and observance of the Islamic moral standards; and

جناب والا ! یہ چیزیں جو اس بل کے ذریعے سے محرکین حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ آئین کی ان دفعات میں cover ہیں ۔ اب انہوں نے بل انٹروڈیوس کرتے وقت کچھ قوانین کا حوالہ دیا ہے اور عدالتوں کا حوالہ دیا ہے جناب والا ! میں اس سلسلہ میں عرض کرونگا کہ اگر اس آئین میں جیسا کہ انہوں نے مالی قوانین کے متعلق ارشاد فرمایا ۔ جناب والا ! مالی قوانین کے متعلق جو آرٹیکل ۲۰۳ بی ہے ۔ اس میں درج ہے کہ :

In this Chapter, unless there is anything repugnant in the subject or context,—

ڈیفینیشن ہے کلاز (سی) میں ، لاء کی تعریف ، جس میں یہ ترمیم کرنا چاہتے ہیں ۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا آئینی طور پر ہمیں اس بات کا حق حاصل ہے یا نہیں ہے ۔ اگر ہم بغیر انڈرسٹینڈ کئے ، اس بل کو پیش کرتے ہیں تو آئین کی نفی ہو گی ۔

Mr. Chairman: Would you refer?

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! آئین کی دفعہ ۲۰۳ بی کلاز (سی) یہ صفحہ ۴۲۴ پر ہے۔

"Law" includes any custom or usage having the force of law but does not include the Constitution, Muslim Personal Law, any Law relating to the procedure of any court or tribunal, or until the expiration of ten years from the commencement of this Chapter, any fiscal law or any law relating to the levy and collection of taxes and fees or banking or insurance practice and procedure;"

تو جناب والا! جب تک آئین کی دفعہ ۲۰۳ بی موجود ہے اس میں جب تک ترمیم نہ کی جائے اس کی موجودگی میں جناب والا! کوئی ایسا قانون مرتب نہیں ہو سکے گا......

Mr. Chairman: How do you interpret the 10 years from the beginning.

جناب اقبال احمد خان: جناب ۱۹۸۰-۶-۲۵ کو یہ ترمیم آئی ہے یعنی ۱۹۹۰/۶/۲۵ تک جب تک اس آئین کی دفعہ میں ترمیم نہ کی جائے کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جا سکتا، فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار میں لانے کے لئے جو اس کلاز (سی) میں دیا ہوا ہے۔ اب مالی لاز اس وقت تک تو قانون کی شکل اختیار نہیں کر سکتے جیسا کہ معزز محرکین نے ارشاد فرمایا ہے اور نہ ہی فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار میں آ سکتے ہیں جب تک کہ اس آئین کی دفعہ کو ترمیم نہ کیا جائے۔ اور اگر اس کو ترمیم کرنا چاہتے ہیں جناب والا! تو اسکا طریقہ اور ہے، وہ اس بل کے ذریعے سے ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اب جناب مزید میں یہ عرض کرونگا کہ انہوں نے عدالتوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ ان حدود وقیود کے اندر .... رہتے ہوئے جو آئین نے متعین کر رکھی ہیں جناب والا! اس ملک کے اندر فیڈرل شریعت کورٹ کا قیام ہو چکا ہے۔ جس کے قیام کے بارے میں آرٹیکل ۲۰۳ سی (۱) میں مذکورہ ہے۔ اب آپ اس پر

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

محسوس فرمایئے گا کہ ان کا دائرہ اختیار کیا ہے۔ جناب والا! یہ ۲۰۳ ڈی (۱) میں دیا ہوا ہے۔ اس آئین کے متعلق جس میں فیڈرل شریعت کورٹ کا دائرہ کار متعین کیا گیا ہے۔ اب جناب والا! یہ لکھا ہوا ہے کہ

"203D. (1) The Court may, either of its own motion or on the petition of a citizen of Pakistan, or the Federal Government or a provincial Government, examine and decide the question whether or not any law or provision of law is repugnant to the injunctions of Islam, as laid down in Holy Quran and the Sunnah of the Holy Prophet, (May peace be upon him), hereinafter referred to as the injunctions of Islam.

(1A) Where the Court takes up the examination of any law or provision of law under Clause (1) and such law or provision of law appears to it to be repugnant to the injunctions of Islam, the Court shall cause to be given to the Federal Government in the case of a law with respect to a matter in the Federal Legislative List or the Concurrent Legislative List, or to the Provincial Government in the case of a law with respect to a matter not enumerated in either of those lists, a notice specifying the particular provisions that appear to it to be so repugnant, and afford to such Government adequate opportunity to have its point of view placed before the Court."

اب جناب! ان سب کو سننے کے بعد جب کورٹ فیصلہ کرتی ہے تو فائنل جناب! اس میں صورت یہ ہے کہ اسی آرٹیکل کی کلاز ۳ ہے اس میں لکھا ہے کہ جب عدالت ہولڈ کر دے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف ہے تو پھر حکومت پر فرض عائد ہو گا کہ وہ اس کے مطابق اس کی ترمیم کرے۔ اس میں جناب والا! دیا ہے کہ،

"203D (3) If any law or provision of law is held by the Court to be repugnant to the injunctions of Islam,–

(a) the President in case of a law with respect to a matter in the Federal Legislative List or the Concurrent Legislative list, or

the Governor in case of a law with respect to a matter not enumerated in either of those Lists, shall take steps to amend the law so as to bring such law or provision into conformity with the Injunctions of Islam ;

اب جناب والا! اس کے بعد اب اس عدالت کے فیصلوں کے مطابق حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان میں ترمیم کرے۔ جیسے جناب والا! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابھی دو تین روز پہلے اس شریعت کورٹ کے فیصلے کے مطابق اس ایوان نے حکومت کے ان قوانین میں ترمیم منظور کی ہے جو عدالت کے فیصلوں کے مطابق کی گئی ہے۔ جناب والا! اس آئین میں ۲۰۳ سی کے مطابق فیڈرل کورٹ میں علماء موجود ہیں فیڈرل کورٹ تمام قوانین کی چھان پھٹک کر سکتی ہے اور کوئی بھی شہری یہ درخواست دے سکتا ہے اور جب وہ عدالت فیصلہ کر دے تو اس کے بعد حکومت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس قانون میں ترمیم کر دے۔ اگر ترمیم نہیں کرتی تو وہ قانون خود بخود کالعدم ہو جاتا ہے۔ تو اس کا اہتمام پہلے سے موجود ہے۔ پھر جناب والا! اس عدالت کے فیصلوں کا جہاں تک تعلق ہے اب اس میں آپ کی توجہ آرٹیکل ۲۰۳ جی جی پر مبذول کراؤں گا، یہ صفحہ ۱۳۳ پر ہے۔ اس میں دیا ہوا ہے:۔

"203GG or Subject to Article 203D, and 203F, any decision of the Court in exercise of its jurisdiction under this Chapter shall be binding on a High Court and on all courts subordinate to a High Court."

اب جناب والا! فیصلہ جو عدالت دے گی اس میں حکومت پر ہی پابندی نہیں ہے بلکہ عدالتوں پر بھی اور تمام عدالتوں پر اس کی پابندی لازماً اور واجب ہے۔ اس لئے جناب والا! جہاں تک مقاصد بیان کئے گئے ہیں اس بل میں ان کی، میری ناقص رائے میں، پہلے سے اس آئین کے اندر پوری کی پوری پروویژن موجود ہے۔ لیکن جہاں تک لاء کا تعلق ہے وہ جب تک آئین میں ترمیم نہ کی جائے اس کے لئے قانون نہیں بن سکتا۔ اس لحاظ سے ٹیکنیکل میں

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

نے جو گذارش کی تھی کہ یہ بل چونکہ آئین کی پروویژنز سے متحارب کرتا ہے اس لئے یہاں پیش نہیں ہو سکتا۔ لیکن جناب والا میں یقین دلانا چاہتا ہوں اس ایوان کو اور اس ایوان کے ذریعے اپنی ملت کو کہ اس حکومت کی پختہ رائے ہے کہ ہم پاکستان کے اندر جلد از جلد تمام قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق نہ صرف ڈھالنا چاہتے ہیں بلکہ اہتمام کریں اس بات کا کہ پوری سپرٹ کے ساتھ اس کا نفاذ بھی ہونا چاہیئے اور اس کے لئے اس ایوان کے معزز اراکین کی رہنمائی اور امداد و اعانت کی ازبس ضرورت ہوگی۔ اس جذبے کے تحت میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ اگر محرکین میری اس تجویز کو قبول فرمائیں کہ اس پر فی الحال غور نہ فرمایا جائے۔ وجہ یہ ہے کہ ابھی یہ بل مجھے ملا ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ پاکستان کے اندر کوئی قانون ایسا رہ جائے جو قرآن و سنت سے متحارب ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے آخرت میں جواب دہ ہوں۔ اس لئے میں گذارش کرنا چاہوں گا کہ ہمیں ان علمائے کرام کی راہنمائی کی ازبس ضرورت ہے۔ اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ اس بل کی کنسیڈریشن ۔۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب اقبال احمد خان: نہیں کمیٹی میں نہیں جناب۔ کیونکہ یہ آئین کے خلاف ہے کمیٹی میں پیش نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ہم اس کی ایڈمیسیبلٹی پر فیصلہ کریں گے تو کمیٹی میں جائے گا۔ تو اس کو ڈیفر کیا جائے اور اس کے بعد ان علمائے کرام کے ساتھ بیٹھ کر ہم اس کی تمام شقوں اور آئینی اور قانونی چیزوں کو دیکھ لیں گے۔ اگر محسوس کیا گیا کہ اس شکل میں بل آنا ہے یا اس کو کسی آئینی ترمیم کے ذریعے لانا ہے تو پھر اس ضابطے اور طریق کار کے مطابق اس عمل کو کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور آج فی الحال اس بل کو جیسے محترم قاضی عبداللطیف نے فرمایا ہے ڈیفر کیا جائے اگلے اجلاس تک۔ اور دوران میں ہم مل کر اس کے تمام حسن و قبح پر غور کر لیں گے اور آخر میں میں جناب آپ کا شکر گزار ہوں اور یہ عرض کروں گا کہ

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
نہیں کتاب سے تجھے فرار کہ تو ؟
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

جناب چیئرمین : قاضی حسین احمد !

قاضی حسین احمد : جناب والا! وزیر قانون صاحب نے جو ارشادات یہاں ایوان کے سامنے پیش کئے ہیں، ان سے ایک بات تو یہ سامنے آتی ہے کہ ان کے خیال میں اسلام کا نفاذ بہت مشکل ہے۔ اور انہوں نے علمائے کرام کو یہ مشورہ دیا ہے کہ تبلیغ اور تلقین کیجئے۔ اور ہماری اس سلسلے میں جو ذمہ داریاں ہیں وہ سیکنڈری حیثیت رکھتی ہیں۔ حالانکہ تبلیغ اور تلقین کے ساتھ ساتھ جو باتیں جناب وزیر قانون صاحب نے فرمائی ہیں ان کی وضاحت، ان کی صفائی بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین : آپ ضرور وضاحت کریں لیکن جو نقطہ انہوں نے پیش کیا ہے کہ ان کی رائے میں چونکہ یہ بل کانسٹی ٹیوشن کے پراونشنز کے خلاف ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے یا تو آپ کہیں کہ کانسٹی ٹیوشن کے خلاف نہیں ہے ..(مداخلت)

قاضی حسین احمد : انہوں نے تمہید میں کچھ باتیں کی ہیں جو اس سے بالکل متعلق نہیں تھیں۔ یا تو آپ ان کو منع کرتے کہ وہ تمہیدی باتیں نہ کرتے۔ اور انہوں نے علامہ اقبال کے اس شعر کا بالکل غلط استعمال کیا ہے۔

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ اللہ

اور اس کا انہوں نے یہ مطلب لیا ہے کہ اس لا الہ کو چھوڑ دیجئے۔ کیونکہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ یہ مشکل ہمیں حل کرنی ہے، جو بھی رکاوٹ ہے۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ چونکہ آئین میں یہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ قرارداد مقاصد موجود ہے، آرٹیکل ۲ (اے) موجود ہے، اور آرٹیکل ۳۱ موجود ہے اور اس کے بعد شریعت کے لئے کسی قانون سازی کی گنجائش سے

[Qazi Hussain Ahmed]

انہوں نے انکار کیا ہے مجھے اس سے قطعاً اختلاف ہے کہ اس کے بعد شریعت بل لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ ان آرٹیکلز کا تقاضا یہ ہے کہ ہم شریعت کے مطابق قانون سازی کریں۔ یہ آرٹیکلز ہمیں بائینڈ کرتی ہیں کہ ہم عملی طور پر اس کے لئے کوئی قانونی طریقے اختیار کریں ۔ تاکہ ان دفعات کو ہم عملاً نافذ کر سکیں ۔ ہم ان تمام دفعات کو پاکستان کے بننے کے بعد سے لیکر اب تک چاٹ رہے ہیں ۔ اور ہمیں بار بار حکومت کی طرف سے یہی وعظ کیا جاتا ہے ۔ کہ تم تلقین اور تبلیغ کرو اور حکومت اپنے فرائض سے چشم پوشی کرتی رہے ۔ جہاں عملاً کسی اقدام کا اور عمل کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ اس میں technicalities کا سہارا لیتے ہیں ۔ قوم کا مطالبہ ہے کہ عمل کیا جائے اور اس طریقے سے جو آرٹیکلز انہوں نے بنائے ہیں ، انہوں نے اس میں آرٹیکل ۲۰۳ بی کا حوالہ دیا ہے اور ۲۰۳ بی (سی) کا کہ انہوں نے ۱۹۹۱ تک Fiscal دائرے میں شریعت کے قانون کو معطل کر دیا ہے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو بلند وبانگ دعوے لیکر آئے تھے کہ ہم اسلام کے نفاذ کے لئے آئے ہیں تو کیا یہ کہنے سے یہ بلند بانگ دعوے غلط ثابت نہیں ہونے ۔ ۱۹۷۳ء میں جو آئین بنا تھا اور اس وقت دس سال کا وقت مقرر کیا گیا تھا ۔ اس میں اسلامی نظریاتی کونسل کے لئے بھی وقت مقرر کیا گیا تھا کہ وہ سات سال کے اندر اپنا کام پورا کر کے سب کچھ پیش کر دے گی اور وہ دو سال میں پاس ہو جائینگے اور اس وقت زیادہ سے زیادہ دو سال کا وقفہ دیا گیا تھا ۔ اس صورت میں ۱۹۸۲ء تک سب کام مکمل ہو جانا تھا اگر مارشل لاء نہ آتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مارشل لاء حکومت جو اسلام کے لئے بلند بانگ دعوے لیکر آئی تھی حقیقت میں یہ رکاوٹ بن گئی ہے ۔ جو چیز ۱۹۸۲ء میں مکمل ہو جانی تھی حکومت اُسے ۱۹۹۰ء تک موٴخر کر رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سات سال کے دوران جو دستوری ترامیم کی گئی ہیں مارشل لاء کے دوران جو کچھ ہوا ہے ان کے کہنے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ دستوری ترامیم اسلام کے نظام کو موٴخر کرانے کے لئے کی گئی ہیں ۔ یہ جو کچھ ہے ۔ اسکا ختم کرنا ، اُن رکاوٹوں کو دور کرنا ، اُنکا سدِباب کرنا یہ بھی

حکومت کی ذمہ داری ہے اور یہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس طرح کی ترامیم کو پاس کر دے۔

پھر میں وزیر انصاف صاحب سے یہ بھی گزارش کرونگا کہ انہوں نے اپنے غلط قوانین جن کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس کا شجرہ نسب غلط ہے۔ ان کا اصل کمزور ہے۔ آپ نے خود کہا تھا کہ غلط شجرہ نسب سے اپنی مشکلات کو دور کرنے کے لئے انہوں نے اس ہاؤس سے پاس کروایا اور اس پر انہوں نے ہمارا بار بار شکریہ ادا کیا اور کہا کہ بس ہم سے اگر غلطی بھی ہوئی ہے تو آپ اس میں ایک چھوٹ دے دیں۔ آپ نے بھی انکی مدد کی ہے جبکہ تمام ہاؤس پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ آپ یہ قانون غلط لیکر آئے ہیں۔ ان سے بڑی فاش قسم کی غلطیاں ہوئی ہیں۔ ان کو آپ نے بھی معاف کیا لیکن میں سمجھتا ہوں (مداخلت)

میں یہ عرض کرونگا کہ یہ پرائیویٹ ممبرز کا day ہے۔ ہم صرف ایک بل لائے ہیں۔ یہ ہماری نہیں بلکہ پوری قوم کی آرزو اور تمنا ہے اور اس کو آپ مؤخر نہ کریں۔ اس کو پاس کر دیں۔ اس پر ہمارے وقار کا دارومدار ہے۔ ہم جو وعدے لیکر اس ہاؤس میں آئے ہیں ہم انہی کی تکمیل کے لئے آئے ہیں۔ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں ہے ہم یہاں نہ تنخواہ کے لئے آئے ہیں نہ الاؤنسز کے لئے آئے ہیں اور نہ ہم ان شاندار ہالوں میں بیٹھنے کیلئے آئے ہیں ہم اس لئے آئے ہیں کہ یہاں پر کچھ اصلاح کر سکیں۔ لوگوں کی تمناؤں اور آرزوؤں پر پورا اتر سکیں۔ میں آپ سے گزارش کرونگا کہ آپ اس بل کو مؤخر نہ کریں اس سے پوری قوم میں مایوسی پھیلے گی۔

<u>جناب چیئرمین</u>: آپ کا شکریہ۔ جہاں تک آپ کے ارشاد کا تعلق ہے میرے خیال میں آپ نے محترم وزیر صاحب کے ارشادات کی صحیح ترجمانی نہیں کی لیکن میں اس بحث کو اور طول نہیں دینا چاہتا۔ نہ وزیر صاحب خلاف ہیں اور نہ یہ میرے ہاتھ میں ہے کہ اسکو مؤخر کیا جائے یا پہلے لایا جائے۔ یہ سوال ہاؤس کے سامنے ہے۔ ہاؤس نے فیصلہ دینا ہے۔ محترم قاضی صاحب

[Mr. Chairman]

نے یہ درخواست کی ہے کہ اس کو اجازت دی جائے کہ یہ بل introduce کیا جائے صرف اتنا ہی معاملہ ہاؤس کے سامنے ہے۔ اس پر وزیر محترم نے کہا کہ جہاں تک بل کا تعلق ہے۔ مجھے کوئی اس سے اختلاف نہیں صرف وہ ایک آئینی مشکل بتانا چاہتے تھے۔ کہ یہ راستے میں حائل ہو گی اور اس کے متعلق انہوں نے ایک تجویز بھی پیش کی تھی تو اس پر قاضی عبداللطیف صاحب فرمائیں کہ جو محترم وزیر صاحب کی تجویز ہے اس سے انہیں اتفاق ہے یا وہ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! ہمارے معزز وزیر محترم نے جو کچھ فرمایا میرے خیال میں انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کہی اور وہی چیز جو ہم ۳۷ برس سے کہہ رہے ہیں یا اعلانات کر رہے ہیں اسی کا اعادہ انہوں نے فرمایا ہے۔

اور اسی کے ازالے کیلئے میں نے یہ بل پیش کیا تھا۔ میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ

ہے مملکت ہند اک طرفہ تماشا
اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

اگر وہ یہ کہتے ہیں۔ مے گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

تو یہ بھی تو اقبالؒ ہی کا ارشاد تھا۔ آزاد ہونے کے باوجود بھی ہمارے سامنے یہ جو رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں اور ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ اس قانون کی رُو سے یہ بل یہاں پیش نہیں ہو سکتا اس کا مقصد یہی ہے۔ ہم یہی تو رونا رو رہے ہیں کہ ہمارے سامنے یہ رکاوٹیں کیوں کھڑی کی جا رہی ہیں۔ ان کو رفع کرنے کے طریقے کار کیا ہیں۔

میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ قانون سازی کے متعلق دو چیزوں کے متعلق کہا تھا۔ اس بل کے اندر جو اور چیزیں آ گئی ہیں ہمارے وزیر محترم نے ان کا جواب تو دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں اپنی سابقہ تاریخ، اجماع اور اسی طریقے سے ہمارے مجتہدین محدثین، مفسرین کے جو اقوال ہیں، اور انہوں نے جو

اصول مرتب کئے ہیں ان تک پہنچنے کے لئے ہمارے سامنے جو رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہیں اور قانون کے لحاظ سے یا آئین کے لحاظ سے، یہ وزیر قانون ہیں یا وزیر عدل ہیں، ہمیں یہ عدل دیا جائے کہ ہم اُن رکاوٹوں کو کیسے دُور کر سکتے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ اس کو ان ویرانوں سے کب نکالو گے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بازاروں سے وہ (اسلام) غائب ہے۔ ہمارے معاملات سے ہماری عدالتوں سے وہ غائب ہے، مجھے راستہ بتایا جائے کہ اُس کا طریقہ کار کیا ہے اُس کو کیسے لایا جائے گا؟

۳۷ سال سے ہم قوم سے یہ وعدے کر رہے ہیں اور اگر میں کہوں کہ یہ وعدے نہیں بلکہ ہم دھوکہ دے رہے ہیں، خُدا کو، قوم کو اور اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ قدم قدم پر ہمارے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ یہ قانون اور آئین کے خلاف ہے یہ کس نے بنایا ہے کیا ہم نے اس کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ ہمیں ٹالا جاتا ہے کہ اس قانون کے تحت آپ اس کو یہاں نہیں لا سکتے، آپ اس قوم کو آزاد کریں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے چترال کا قانون ختم کر کے وہاں پر یہ تعزیرات جاری کرا دی ہیں۔ آپ نے سوات کا قانون، قلات کا قانون ختم کر کے یہ تعزیرات جاری کر دی ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ بلوچستان، قلات کے اندر یہ قانون جاری تھے۔ وہاں پر تو آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئی، اور میں پوچھتا ہوں کہ آخر اس کا راستہ کیا ہے کہ اس قدر گہرائیوں سے اس طریقہ سے اس کو نکال کر سامنے لائیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ کیا ہے، اگر سب کچھ کیا ہے تو یہ ہاؤس بتلا دے کہ آپ نے کیا کچھ کیا ہے؟

آپ نے بنکوں کے اندر دس کاؤنٹر کھولے ہیں۔ ان میں سے ایک میں غیر سودی کاروبار ہو گا کھول دیا ہے اور نو سودی کاروبار کے لئے۔ آپ

[Qazi Abdul Latif]

اندازہ لگائیے یہ آپ اسلام لا رہے ہیں ؟ کیا اسلام کو لانے کے لئے طریقہ کار یہی ہے ، قاضی کورٹس کا مسودہ آپکے پاس پہنچا ہے رڈیڑھ لاکھ روپے اس پر خرچ ہوئے ہیں لیکن اسے قانونی شکل نہیں دی گئی میں پوچھتا ہوں کہ اسکے اندر کیا مشکلات تھیں ۔ قصاص و دیت کا قانون آپ کے سامنے آتا ہے لاکھوں روپے اس پر خرچ ہوئے ہیں لیکن آپ نے اُسے بھی ملتوی کر دیا ہے آپ قانون کے خلاف ہونے کا سہارا لیکر یہ کہتے ہیں کہ یہاں پیش نہیں ہو سکتا ۔ میں کہتا ہوں اگر اسلام قانون کے خلاف ہے تو اُسے چھوڑ دو اور کھلم کھلا کہہ دو کہ ہم اسلام نہیں لا سکتے ۔ یہ دستوری اسلام تو یہاں برس ہا برس سے جاری ہے ، یہ ہمیں معلوم ہے ۔

۳۷ سال سے ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم اسلام لا رہے ہیں ، اسلام لا رہے ہیں ، اسلام لا رہے ہیں ، اب ہمیں بتلایا جائے کہ کس طرف جائیں وہ راستہ ہمیں بتائیے ۔ وہ قانونی رکاوٹ جو ہے ہمیں بتائیے ۔ میں کہتا ہوں کہ مجتہدین کے اجتہاد کی جو ہزاروں کتابیں ہمارے سامنے موجود ہیں ، ایک علمی ذخیرہ آپ کے سامنے موجود ہے ، آپ کے دشمن اس سے استفادہ کرتے ہیں لیکن آپ اس سے شرماتے ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر فقہ حنفی کا نام لیتے ہیں تو دنیا کیا کہے گی ۔ آپ کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کا نام لیتے ہیں تو بہت سے فقے موجود ہیں میں کہتا ہوں کہ شافعی فقہ کے کتنے لوگ یہاں موجود ہیں حنبلی فقہ کے کتنے لوگ یہاں موجود ہیں ۔ یہ بہانہ ہے یہ لنگڑا بہانہ ہے ۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ خدانخواستہ ، خدانخواستہ گویا ہم خود ہی اس پر ایمان نہیں رکھتے ۔ ہمیں جرأت کرنی چاہئے کہ جو کچھ قوم سے کہنا ہے وہی کریں ایسی بات نہیں کرنی چاہئے کہ دستور کے اندر تو ہم یہ لے آئے ہیں آپ مجھے دستور کے حوالہ جات دیتے رہیں ۔ میں پوچھتا ہوں قانون سازی کے لئے کل آپکے وزیر خزانہ صاحب نے جو بل پیش کئے ہیں خورشید صاحب نے اس کی خامیاں بتلائی ہیں وہ تشریعی نقطہ نگاہ سے بتلائی ہیں لیکن پھر کہہ دیا گیا کہ اگر آپ اس وقت اس بجٹ

کے اندر پڑیں گے تو طریقۂ کار لمبا ہو جائیگا۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس طریقہ کار کو ہٹانے کا طریقہ کار کیا ہے۔ میں وزیر عدل سے، اس وقت سے جب سے اس کا نام وزیر عدل رکھا گیا ہے، میں گذارش کروں گا کہ آپ عدل کا لحاظ کرتے ہوئے (عربی) آپ یوں نہ کیجئے کہ چونکہ یہ بل پیش ہو رہا ہے ایک مولوی کی جانب سے لہذا اس لئے اس کی ہر صورت میں مخالفت کرنا ہے۔ مجھے راستہ بتائیے۔ عدالت کی رو سے آپ مجھے راستہ بتلائیے۔ اس وزارت کا نام جو بنایا گیا ہے۔ اس کا نام وزارت عدل رکھا گیا ہے۔ انصاف رکھا گیا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہم جلد سے جلد اسلام لانا چاہتے ہیں۔ جلد سے جلد کا معنی کیا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے۔ ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ سستا اور جلد انصاف ہم لا رہے ہیں اور اس کے لئے پھر ہم نے چند علاقہ جات کو متعین کر دیا تھا کہ ہم فلاں فلاں میں لائیں گے۔ میں اس بات کو ماننے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوں کہ معاشرہ اس کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ خود کہہ دیجئے کہ ہم اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جرأت سے کام لو۔ معاشرہ اس کے لئے تیار ہے۔ جب اس کے ہاتھ باندھ دیئے ہیں، اس کے پاؤں باندھ دیئے ہیں اور پھر کہا جاتا ہے کہ آئیے آپ ہمارے ساتھ دوڑیے۔

دس کاؤنٹروں میں سے آپ ایک کاؤنٹر کھولتے ہیں غیر سودی نظام کے لئے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ یکم جولائی سے ہمارا سارا نظام غیر سودی ہوگا۔ آج ہمیں وعدہ دیا جا رہا ہے کہ اس کے لئے ہم تاریخیں مقرر کر رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ وقت کب آئے گا کہ جب آپ اس کے لئے قانون سازی کریں گے۔ اگر آپ یہ کرتے ہیں کہ وہی لوگ کریں گے جن کو اسلام کی ابجد کا بھی پتہ نہیں ہے۔

ع ندیدی کسے سلیمان را
چہ شناسی زبان مرغ را

آپ نے کبھی سلیمان کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ آپ عربی کی ابجد کو نہیں جانتے

[Qazi Abdul Latif]

پھر کہتے ہیں کہ ملائیت یہاں نہیں ہوگی۔ ملاں کو طعنہ دیا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں ملائیت ہے کیا؟ اس کا نام بتلاؤ۔ میں ترجمانی کر رہا ہوں اسلام کی۔ کیا اس کا نام ملائیت ہے؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آج کوئی ایسی بات نہیں ہوگی۔

قاضی عبداللطیف: اگر میں نے کوئی غلطی کی ہے اور غیر متعلقہ بات کی ہے تو اس کے لئے میں معافی چاہوں گا۔ لیکن خدا کے لئے مجھے راستہ بتلایا جائے۔ وہ وزیر عدل ہیں۔ ہمیں یہ بتلایا جائے کہ وہ اسلام کو لائیں گے کیسے؟ اگر آپ اسے ان لوگوں کے حوالے کر رہے ہیں جنہوں نے آج تک اسے تختہ مشق بنائے رکھا ہے، تو مجھے یقین ہے کہ وہ اسلام نہیں لائیں گے اور ہمیں بھی ڈبوئیں گے اور خود بھی ڈوبیں گے۔ آپ کی سرحد پر کیا ہو رہا ہے۔ وہ اپنے نظریات لے کر آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں وزیر انصاف سے چند ایک سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ اتنے سال اس معاملہ پر انتظار کرنے کے بعد اس معاملہ میں کچھ سوشنز کا دخل ضروری تھا۔ لیکن ہمیں ٹھنڈے دل سے اس تمام معاملے پر غور کرنا چاہیے۔ میں وزیر انصاف کی ترجمانی ہرگز نہیں کر رہا لیکن وہ بل کی مخالفت ہرگز نہیں کر رہے تھے۔ جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ ہمیں راستہ بتایا جائے۔ وہ ایک راستہ تجویز کر رہے تھے۔ لیکن اس پر بحث سے قبل میں وزیر انصاف سے چند ایک سوال پوچھنا چاہوں گا کہ یہ واقعی رکاوٹ ہے، جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے کہ یہ آئین کے راستے میں رکاوٹ ہوگی۔ اگر اس کا جواب وزیر صاحب دیں تو شکر گزار ہوں گا۔ یہ جو ۲۰۳ B کا حوالہ دیا گیا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ چونکہ یہ قانون کی تعریف میں ہے کہ دس سال تک fiscal laws اس میں نہیں آ سکتے۔ میں اس کی طرف توجہ دلاؤں گا۔

Firstly, the provision of this Chapter shall have effect notwithstanding anything contained in the Constitution. This is 203(a). Then it says that in this Chapter unless there is anything repugnant in the subject or context,–

(c) "law" means what the honourable Minister read out which means that the law has been defined for the purposes of this Chapter only and it is very clear further that there shall be a Federal Shariat Court constituted in accordance with 203c for the purposes of this Chapter, a Court to be called the Federal Shariat Court and then it goes on to say that what would be the qualifications of the Judges of the Shariat Court and what are the type of matters which they are going to deal with. It is in this context, for the purposes of references or for the purposes of consideration of the Shariat Court that the law has been defined. But this is not a general provision of the Constitution which forbids the introduction of any other law which would be in conflict with the definition of law given here. Because this definition is only specific for the purposes of the Shariat Act. So, from that point of view, would you still consider that the Bill moved by the honourable Member would be against the provisions of the Constitution. If that is not the position, then I think, the whole thing falls in place and we would be on the right path either to grant leave or to refuse leave to the honourable Member to introduce the Bill.

جناب اقبال احمد خان : شکریہ جناب والا! میرا کہنا یہ ہے کہ اس بل کے اندر جو تجاویز دی گئی ہیں وہ آئینی پروویژن میں موجود ہیں یا اس سے conflict کرتی ہیں اور ان کا اثر اس وقت تک مؤثر نہیں ہو سکتا جب تک آئین میں ترمیم نہ کی جائے۔

Mr. Chairman: Sorry to interrupt you but I think this is something which requires further consideration. If there is something which is in conflict with the provisions of the Constitution, then you have to bring out other than the provision of 203 .... (interruption).

جناب اقبال احمد خان : میں نے جناب یہی عرض کیا تھا۔ کہ اس مقصد کو حل کرنے کے لیے میں نے جو ڈیفر کرنے کی پرپوزل دی ہے وہ یہ ہے کہ ہم بیٹھ جائیں۔ اس کو دیکھیں اگر یہ قانون conflict کرتا ہے تو پھر سوچیں۔ آئین میں ترمیم کی جائے اور اس کا طریقہ کار وضع کیا جائے۔ مثال کے طور پر اس میں جو کلاز ۲ ہے یہ بنیادی ہے اس میں آئینی پروویژن آنی چاہیے۔ یہ اس قانون کے ذریعے سے نہیں آسکتی Shariah means the particular way of life. یہ طے کیا ہوا ہے اور آئین میں بار بار شریعت کا ذکر ہے۔ اب شریعت کی ایک تعریف کرنا ہے کہ شریعت ہے کیا۔ جب تک آئین میں اس کی تعریف نہ کی جائے گی اس کی تو آئین پر نہیں آئے گی۔

Mr. Chairman: I don't think, this is necessary.

جناب اقبال احمد خان : یہ ۲۰۳ بی (سی) نے جن قوانین کو شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے ایکسکلوڈ کیا ہے شریعت کورٹ کا دائرہ کار ہے کیا؟ وہ یہ ہے کہ شریعت کورٹ کو ریفر کیا جائے کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے مطابق ہے یا نہیں ہے وہ اس پر فیصلہ دے گی اور ان قوانین کو انہوں نے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔ اس قانون کے پاس ہونے کے بعد وہ استثنا کی کلاز ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے متعلق انہوں نے تمام قوانین کے متعلق کہہ دیا ہے کہ تمام عدالتیں اس پر عمل کریں گی۔ اب آئین نے قوانین کو کورٹوں کے دائرہ کار سے باہر رکھ دیا ہے۔ اس قانون میں کہا گیا ہے کہ تمام کورٹیں اس پر عمل کریں گی۔

This would be a conflict between the provision of the Constitution and this law.

Mr. Chairman: The provisions of the Constitution in their application to the functioning and the constitution of the Shariat Court..... (interruption).

Mr. Chairman: Right. But if somebody wants to bring a law then Shariat should be enforced in a particular matter. When it comes to that stage whether the Shariat Court can interfere in that law or not, the Shariat Court would be bound by this provision unless it is changed. When there is no bar to the law being introduced and whatever the deficiency in the law, I think, according to the rules, it will have to be referred to the Standing Committee .... Interruption......

جناب اقبال احمد خان: درست فرماتے ہیں۔ جب یہ بل ایڈمٹ ہو جاتا ہے تب سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے گا۔ میرا یہ کہنا ہے کہ

It amounts to the amendment of the Constitution.

اس لیے اس conflict کو بچانے کے لیے اس کو ڈیفر کیا جائے۔ مہینے بیس دن کے بعد دوبارہ سینیٹ کا اجلاس ہونے والا ہے۔ اس وقت تک ہم اس کو ریزالو کر لیں گے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ شریعت مکمل طور پر نافذ ہو۔ جیسا کہ قاضی لطیف صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کا طریقہ کیا ہے، تو میں نے طریقہ کے لیے ہی عرض کیا ہے کہ اگر اس کو ہم دیکھیں کہ آئین میں ترمیم ہی ضروری ہے، تو اس کے ذریعے سے ترمیم کی جائے۔ اس کا اہتمام کیا جائے۔ اور اگر آئین میں ترمیم کیے بغیر کام چل سکتا ہے تو وہ کیا جائے اور اگر اس کو ایگزامن کر کے دیکھا جائے کہ اس کی بیشتر پروویژنز پہلے سے انفورس ہیں اب ان پر عمل نہیں ہو رہا۔ اس کے ضمن میں میں نے عرض کیا تھا کہ معاشرتی برائیاں ہیں۔ پروویژن تو موجود ہے۔ مثلاً انہوں نے کہا ہے۔

All suits shall be decided in accordance with the Shariah. It is seen that whichever law is against the Sharia, shall be void and it shall be challengeable in the Federal Shariat Court. Execution on it shall stand suspended till the final decision is made in the Federal Shariat Court, that is already there. It is challengeable in the Court.

Mr. Chairman: But when this is examined in the Standing Committee, will this not be pointed out to the honourable Member that this is against the Constitution ?

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, we will be setting a wrong example by admitting a Bill which is in conflict with the Constitution. And then it will become an example and in future also such situations will arise. So, if we examine it. . . . . (Interruptions)

Mr. Chairman: I think, on the first day, we cannot expect a private member to be so familiar with the Constitution and its implications that he can bring a perfectly drafted law before the House. The law will have to be re-drafted in the Committee.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: That is why I have said that let us discuss it till next . . . . (Interruption).

Mr. Chairman: That is acceptable to the honourable Member. I asked him first but it created only a heated discussion. That point was not considered.

جناب قاضی صاحب! وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ آئندہ سینٹ کے اجلاس میں، جو کہ بیس دن یا ایک مہینے کے بعد بلایا جائے گا پیش کرنے سے قبل اگر آپس میں بیٹھ کر اور ان کی نظر میں آئینی لحاظ سے جو اس کی قانونی مشکلات ہیں پر غور کر لیا جائے باقی جو آپ نے فرمایا وہ صحیح ہے۔ وہ بھی اس میں دیر نہیں کرانا چاہتے، لیکن ان مشکلات کو جس کا آپ خود بھی حل چاہتے ہیں۔ ان کو دور کرنے کے لئے وہ یہ فرماتے ہیں کہ آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر کے آئندہ پندرہ، بیس دنوں کے بعد اس کو دوسری شکل میں یا جو مناسب شکل ہو جو آئین سے متصادم نہ ہو پیش کیا جائے۔ اگر یہ آپ کو منظور ہے تو پھر اور بحث نہیں ہو گی اور اگر نہیں تو پھر اس پر فیصلہ دینا پڑے گا ہاؤس سے رخصت طلب کرنی پڑے گی اور پھر کمیٹی کے سامنے جا کر اس کو ٹھیک ٹھاک کرانا ہو گا، جس طریقے سے ہو سکے۔

قاضی عبداللطیف : جناب وزیر قانون نے بار بار یہ فرمایا ہے اور دستور کا حوالہ دیا ہے ، قرآن اور سنت کا حوالہ دیا اور اس کے اندر عدالتوں سے متعلقہ دو دفعات پیش کرتے ہیں جن کے متعلق میں نے کہا ہے کہ اس کو عدالتوں سے بالاتر سمجھا جائے ۔ لیکن میں گزارش کرتا ہوں کہ میں نے ان کے اندر یہ بتلایا ہے جو "ج" ہے اجماع امت اب یہ صورت ہے کہ قرآن اور سنت کی جو تفسیر ہو گی اس کے لئے کوئی طریق کار متعین کرنا ہو گا میں اس بل کے ذریعے سے اس کا طریقہ کار متعین کرانا چاہتا ہوں ۔ اب یہ ہاؤس کی مرضی ہے کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں یا ہاؤس کی مرضی ہے کہ اس بل کو دوسری مرتبہ لایا جائے یہ ہاؤس ہی بتلا سکتا ہے ۔ بہر حال میری تو گزارش یہ ہے کہ ہمیں کوئی راستہ بتلایا جائے ۔ وزیر قانون سے میں پھر دوبارہ مودبانہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اب ۲۷ سال سے ہم اس کا انتظار کرتے رہے ہیں ۔ اب ہاؤس ہی بتلائے کہ اگر کمیٹی کے حوالے کرنا ہے تب بھی ٹھیک ہے ۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس پر لازماً اس وقت ہی بحث کی جائے کمیٹی کے حوالے کرتے ہیں تب بھی ٹھیک ہے ہاؤس ہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس کو آئندہ ہم مستقبل کے اجلاس میں لائیں گے تو مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں ہو گا لیکن میرے خیال میں ہاؤس سے دریافت کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : وہ جو فرماتے ہیں اس کی وجہ بھی میرے خیال میں آپ سن لیجئے کہ یہ کمیٹی کو تو رولز کے مطابق جانا ہو گا اور کمیٹی ہی ان واقعات کا اور ان قوانین کا مکمل جائزہ لے کر ان کو صحیح صورت میں ایوان کے سامنے لا سکتی ہے ۔ لیکن ان کا فرمانا یہ ہے کہ چونکہ ان کے نقطہ نظر سے اس بل میں کچھ ایسی دفعات شامل ہیں جو کہ آئین سے متصادم ہیں ان کو دور کرنے کے لئے اور یہ غلط روایت نہ ڈالنے کے لئے کہ اگر کوئی بل ظاہراً ان کی رائے میں آئین کے خلاف بھی ہے اس کو ہاؤس اجازت دے دیتا ہے اس کے لئے وہ تجویز کر رہے تھے کہ کمیٹی سٹیج سے پہلے وہ آپس میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر اور یہ جو سقم ان کے نقطہ نظر سے ہیں وہ نکالے جائیں ۔ پھر بیس دن یا مہینے کے بعد یہ دوبارہ آ سکتا ہے ۔ سوال تو یہ ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! میں اسی مسئلے کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے وزیر عدل اور ایوان کے سامنے چند بڑی بنیادی باتیں رکھنا چاہتا ہوں اور مجھے توقع ہے کہ آپ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے پہلی چیز یہ ہے کہ محترم وزیر عدل نے دستور کی جن دفعات کا سہارا لیا ہے اگر ہم ان کو اسی طرح مان لیں جس طرح انہوں نے کہا ہے تو میری ناچیز رائے میں اس کے معانی یہ ہوئے کہ یہ ایوان اور پھر نیشنل اسمبلی یعنی پوری پارلیمنٹ اپنے اختیارات سے abdicate کرتی ہے۔ میں بطور دلیل کے یہ مان لیتا ہوں کہ جو بل آیا ہے یہ دستور سے متصادم ہے۔ لیکن قانون میں متصادم کے دو معنی ہوتے ہیں۔ اس کا ایک معنی یہ ہے کہ دستور میں اس وقت جو چیز بیان کی گئی ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی بات پیش کی جا رہی ہے دوسرا یہ ہے کہ دستور نے کسی کام کو کرنے سے روک دیا ہے اور ہم اس رکاوٹ کو violate کر رہے ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی بات ہوئی بلا شبہ اس بل میں ایسی باتیں ہیں جو دستور میں کہی ہوئی بات سے مختلف ہیں۔ لیکن اگر ہم اس دلیل کو مان لیں تو اس کے معانی یہ ہیں کہ یہ ایوان آئندہ کبھی کوئی آئینی ترمیم نہیں لا سکتا۔ یہ Constitutional amendment by definition نام ہی اس بات کا ہے کہ جو بات دستور میں ہے۔ ہم اس کو بدلوانا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے اور محض اس بات پر کہ یہ بات دستور کے خلاف ہے ہمیں اس سے روکا نہیں جا سکتا اس لئے کہ ہم دستور کو بدل سکتے ہیں۔ دستور کے تحت، البتہ اگر دستور میں کوئی ایسی پابندی ہے کہ اس پابندی کی بناء پر فلاں چیز نہیں لائی جا سکتی تو اس کا سہارا آپ ضرور لیں۔

آپ نے پہلے جو دفعات بیان کی ہیں۔ وہ دراصل directive principles ہیں وہ اس معنی میں آپریٹو کلازز ہیں ہی نہیں۔ اس کے بعد جو آرٹیکل ۲۰۳ کا سہارا لیا ہے وہ صرف شریعت کورٹ کے ساتھ متعین ہے۔ اس ہاؤس یا قومی اسمبلی کو وہ پابند نہیں کرتی وہ صرف شریعت کو پابند کرتی ہے تو اس کو یہاں invoke کرنا غیر متعلقہ ہے۔ اس کے بعد جو چیز رہ جاتی ہے وہ صرف اسلامک

پروویژن ہے اور یہ بل اس سے متصادم نہیں۔ اس لئے یہ بات کہنا کہ یہ آئین سے متصادم ہے یہ امر واقعہ نہیں ہے اور اگر ہم اس اصول کو مان لیں تو پھر سینٹ اور قومی اسمبلی کے دستور سازی کے اختیارات ہمیشہ کیلئے مجروح ہو جائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ روایت قائم نہیں کرنی چاہیئے۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل کوئی معمولی بل نہیں ہے اسے آپ عام قوانین یا تجاویز یا قراردادوں کی طرح نہ لیں۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے میرے ساتھیوں نے کہا کہ اصل میں یہ پوری قوم کے دل کی آواز ہے۔ یہ اس ملک کے قیام کا مقصد ہے اور اگر اس معاملے میں ہم نے technicalities کا سہارا لیا تو نہ صرف یہ کہ ہم قوم کو مایوس کریں گے، بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لیں گے۔ میں پورے ادب کے ساتھ اور دل سوزی کے ساتھ ایک بات اور بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی بنا پر ساری دنیا میں ہم پاکستان کی بدنامی کا باعث ہوں گے، اس لئے کہ محض یہ بات کہ شریعت کا بل پاکستان کی سینٹ میں آیا اور ٹیکنیکل بنیادوں پر اسے قبول نہ کیا گیا۔ باہر کا پریس یہ بات نہیں کہے گا کہ اس کو ٹیکنیکل بنیادوں پر قبول نہیں کیا گیا۔ وہ یہی کہیں گے کہ سینٹ نے اس بل کو ایڈمٹ کرنے سے انکار کر دیا اور پاکستان کا منہ کالا کرنے کے مترادف ہوگا خدارا اس کو ٹیکنیکل بنیادوں پر نہ لیجیئے۔ اس کے لئے آپ وہ راستہ اختیار کیجیئے۔ جو اصول، ہمارے ایمان اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی اور قوم کی امیدوں کے مطابق ہے۔ بلکہ پوری امت مسلمہ کے مطابق ہے۔ اور میں اس کا راستہ بتاتا ہوں، اس کا راستہ یہ ہے کہ آپ technicalities کا سہارا لئے بغیر اس بل کو منظور کر لیجیئے۔ لیکن اس پر بحث کو اگلے اجلاس تک موخر کر دیجیئے۔ یا دوسرا راستہ یہ ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیجیئے سلیکٹ کمیٹی، سٹینڈنگ کمیٹی چونکہ موجود نہیں ہے، اس کا سہارا نہ لیجیئے۔ سلیکٹ کمیٹی بنا دیجیئے وہ پھر اس پر غور کر کے اگلے اجلاس میں اس کو لے آئے۔ یہ بات کہ اس بل کو ایڈمٹ نہ کیا جائے، میں اس کی پرزور مخالفت کرتا ہوں۔ میں اس کو قواعد کے خلاف بھی سمجھتا ہوں اور اس سلسلے

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہیں جو میرے محترم وزیر عدل نے دلائل دیئے ہیں، حقیقت میں وہ دلائل بڑے بودے ہیں۔ اگر ان کا سہارا لے کر ہم نے ایک ایسے اہم بل کو روکا تو پھر اپنے اس ملک کے ساتھ، قوم کے ساتھ اور ملت اسلامیہ کے ساتھ بے انصافی ہو گی۔

میر نبی بخش زہری: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ مجھ میں یہ خامی ہے کہ میں عالم دین نہیں ہوں۔ مذہب کے متعلق علمائے کرام ہی اپنا نقطہ نظر زیادہ بہتر طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ مگر مسلمان کی حیثیت سے میں جو عقیدہ رکھتا ہوں اس کے مطابق میں اس مسئلے پر اظہار خیال کروں گا۔ عرض یہ ہے کہ ہمارے محترم قاضی صاحب نے اور علمائے کرام نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ہمارے وزیر انصاف یا وزیر قانون صاحب نے جنہوں نے اپنی طرف سے تشریح کی، جناب کی خدمت میں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اتفاق کرتا ہوں کہ یہ عام مسئلہ نہیں ہے اور یہ ایک نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ چودہ سو سال پہلے کا ہمارا مذہبی مسئلہ ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ ۳۷ سال یا ۳۸ سال جو گزرے ہیں ہر وقت واقعی آئین میں یہی لکھتے ہیں کہ دس سال میں ہم اس کو پورا کر دیں گے۔ غالباً اب بھی شاید کچھ ایسے مسائل ہیں۔ جیسا کہ وزیر قانون نے کہا کہ اس میں اور کچھ شامل نہیں ہیں جس سے تصادم ہوتا ہے۔

اب سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے ہاؤسز کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم قانون سازی سے اس کو امنڈ کر سکتے ہیں۔ جس کے متعلق صدر مملکت نے کہہ دیا ہے ہاؤسز کو اختیار ہے وہ چاہیں تو امنڈ کر سکتے ہیں۔ چونکہ ایک مذہبی مسئلہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ علمائے کرام متفق ہوں اور وہ ایک راستہ معین کر کے آپس میں تصادم نہ کریں جس سے یہ تاخیر ہو، چونکہ یہ ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ میں چاہتا ہوں جتنا جلدی اس مسئلے کا فیصلہ ہو جائے بہتر ہے چونکہ یہ قرآن وسنت کا سوال ہے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ہم سرخرو ہونا چاہتے ہیں، اور بطور مسلمان یقیناً اس کا حق رکھتے ہیں۔ تو میں تجویز کرتا

ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی یا سیلیکٹ کمیٹی میں جن ممبران کو آپ تجویز کرتے ہیں ان میں علمائے کرام ضرور ہونے چاہئیں تاکہ وہ دینی راہبری کر سکیں۔ اس چیز کو ہمیں التواء میں نہیں ڈالنا چاہیئے۔ بلکہ یہی فیصلہ ہو کہ وہ سلیکٹ کمیٹی یا سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جائے۔ تاکہ قانونی طریقے سے اس کی امنڈمنٹ ہو، اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ یہ قانونی مسئلہ ہے اس کو درست کیا جائے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ، میرے خیال میں بحث کو طول دینے کی بجائے اس مسئلہ کا کچھ فیصلہ ہی کرتے ہیں۔ میں چند ایک گزارشات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ (مداخلت)

Mr. Iqbal Ahmad Khan: One word if you permit me Sir,

ایک تو میں افسوس کا اظہار کروں گا کہ کچھ معزز اراکین نے میرے بیان کو misinterpret کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ شائد میں اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں میں نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔

جناب اقبال احمد خان: میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے صرف آئینی مجبوری کی بنا پر یہ تجویز دی ہے۔ ورنہ substance میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں، یہ اختلاف ہو سکتا ہے کہ میں کہتا ہوں یہ چیز پہلے سے موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں ہے۔ یہ چیزیں sort out ہو سکتی ہیں۔ اس لئے یہ misinterpret نہیں کرنا چاہیئے۔ اور آئین کی جو مجبوری میں نے بیان کی ہے۔ فیصلہ دینے سے پہلے اس پر تھوڑا سا غور ضرور فرما لیجیئے۔ یہ اسی بل کی کلاز ۵ کا آرٹیکل ہے۔

"The jurisdiction, admissibility and decision on a case by the Federal Shariat Court shall be final on all other types of cases without exception.

اب یہ ہے آئین کی پروونژن جس پر غور فرمائیں ۔

All the restrictions imposed through Interim Constitutional Order (Constitution Amendment), 1985 upon which the jurisdiction of the Federal Court shall be lifted atonce.

سو جناب یہ conflict ہے جس کو دور کرنے کے لئے میں نے تجویز دی ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ ان مقاصد کو ہم قانون سے حل کر سکتے ہیں یا آئین سے ۔ آئین سے حل کرنا ہے تو اس کا دوسرا طریقہ ہے ۔ پروفیسر خورشید صاحب جن کے علم و فضل کا اور ان کا میں بہت احترام کرتا ہوں ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے اختیار پر قدغن ہے قدغن قطعی نہیں ہے آرٹیکل ۲۳۹ کے تحت جب بھی چاہیں اس طریقے کے تحت آپ آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں ۔ اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے اختیارات نہیں ہیں ۔ صرف یہ ہے کہ کوئی قانون آئین سے متحارب نہیں بن سکتا اور اگر کہیں یہ محسوس کرتے ہیں کہ اصلی مقاصد حاصل کرتے میں آئین سد راہ ہے تو پھر آرٹیکل ۲۳۹ کے تحت آئین میں ترمیم کی جا سکتی ہے ۔ ہمارے اختیارات کہیں بھی محدود نہیں ہیں ۔ ایسا نہیں سوچنا چاہیے ۔ یہ جناب آئینی بات ہے اس پر آپ رولنگ دے دیں مجھے اعتراض نہیں ہے ۔ میں نے تو صرف آئین کی وجہ سے کہا ہے ورنہ substance سے مجھے اتفاق ہے کہ پاکستان میں جلد شریعت کا نفاذ ہونی چاہیئے ۔

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین! میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں ۔ اگر وزیر انصاف اس سے اتفاق کریں تو میں یہ تجویز کروں گا کہ اس کو ایڈ فٹ کرکے اس کی کلاز بائی کلاز ریڈنگ اور تمام چیزوں ۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں ۔ جو وزیر انصاف صاحب نے ارشاد فرمایا تھا اس کا میں نے خود انہیں کاونٹر کو ٹیکچن پڑھ کیا تھا کہ جو پروویژن وہ آئین کے quote کرتے ہیں ، وہ صرف شریعت کورٹ کے لئے محدود تھے ۔ وہ آئین اور شریعت کورٹ کے اپریشن کے متعلق ہیں ۔ میرے خیال میں وہ ایسے بل کے introduce کرنے کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتے ۔ اب بل میں یہ ضرور ہے کہ شریعت کورٹ

کی jurisdiction کو وسیع کیا جائے۔ یا اس پر جو قدغن لگی ہوئی ہے اس کو ہٹا یا جائے۔ یہ بات بھی صحیح ہے اور وزیر انصاف صاحب نے جو کلاز ۵ کا حوالہ دیا اس میں یہی چاہتے ہیں۔

اب اس میں ہمارے سامنے دو مشکلات ہیں۔ اگر آپ واقعی شریعت کے نقطہ نظر سے دیکھیں، تو جہاں تک میرا علم ہے اور بہت ہی قلیل علم ہے قاضی صاحب کا فیصلہ فائنل ہوتا تھا۔ یہ اپیل اور اپیل کے خلاف اپیل۔ یہ قصے بعد میں شروع ہوئے ہیں۔ جو قاضی القضاۃ کا فیصلہ ہوتا تھا۔ that was the last word جب تک قاضی صاحب خود اس کو نہیں بدل دیتے تھے۔ اگر واقعی شریعت کو introduce کرنا ہے تو کچھ پروویژن اس طریقے پر کرتے پڑیں گے۔ دوسری طرف ہم نے ایک نہیں کئی اپیلوں کے لئے گنجائش رکھی ہوئی ہے۔ شریعت کورٹ کی حد تک جو پروویژن آئین میں ہیں اس سے کچھ تصادم بھی ہوتا ہے۔ میری تجویز یہ تھی باقی فیصلہ آپ صاحبان نے کرنا ہے۔ اگر آپ قاضی صاحب کو اجازت دیں کہ وہ بل کو introduce کریں تو اس میں دو طرح کے مسئلے سامنے آئیں گے۔ ایک تو یہ ہے کہ قانون کے طور پر اس میں کیا خامیاں ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے آئین میں بھی کوئی امنڈمنٹ ہو سکتی ہے یا نہیں جہاں تک آئینی ترامیم کا تعلق ہے آرٹیکل ۲۳۹ اس پر بہت واضح ہے۔

Article 239.–A Bill to amend the Constitution may originate in either House and, when the Bill has been passed by the votes of not less than two-thirds of the total membership of the House, it shall be transmitted to the other House.

اگر کمیٹی سٹیج پر کمیٹی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اس میں بعض جو سقم ہیں ان کو دور کر کے بھی کچھ پروویژن اس بل کے ایسے ہوں گے جو آئین کے ساتھ متصادم ہوں گے تو وہی کمیٹی آئینی بل بھی لا سکتی ہے۔ in parallel with the amendment in this law آئین میں بھی یہ ترامیم کی جائیں۔

[Mr. Chairman]

مسئلہ صرف اتنا ہے یہ segregate علیحدہ کرنے پڑیں گے - کہ قانون میں کیا improvement ہو سکتی ہے - اور اگر اس قانون کی وجہ سے آئین میں کوئی امنڈمنٹ چاہیئے - تو اس کے لئے کیا صورت ہو سکتی ہے - اور وہ کمیٹی دونوں مسئلوں کو الگ کرکے ایک کی بجائے اس بل کو دو جگہ تقسیم کر سکتی ہے - ایک آئینی ترمیم کے فارم میں اور دوسرا improvement of the law itself کے فارم میں، یہی میرے خیال میں ایک practical solution ہے - جہاں تک اس کے اصول کا تعلق ہے، جہاں تک اس کے مقصد کا تعلق ہے despite the very heated discussion or emotions اس کی مقصدیت میں کوئی فرق نہیں، بعض اوقات ہم جوش خطابت میں بھی بہہ جاتے ہیں - اور بہہ بھی گئے - سب کا اس پر اتفاق ہے - طریقہ کار نکالنا ہے کہ کس طرح we proceed further about it اور اس میں یہی ہے کہ ہاؤس پہلے قاضی صاحب کو اجازت دے - کہ وہ بل introduce کریں - بل introduce ہو کر خود بخود کمیٹی کو ریفر ہو جائے گا - کمیٹی کو بانی پروویژن کے علاوہ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ قانون میں خود کیا اصلاح کی جائے اور قانون کی اگر کوئی ایسی شقیں ہیں، جیسی فی الحال ہیں - وہ آئین کے خلاف ہرگز نہیں، صرف شریعت کورٹ کے اپریشن سے تصادم رکھتا ہے - تو کس طریقے سے ان پروویژن کو by a bill علیحدہ طور پر امنڈ کیا جائے میرے خیال میں یہی ایک طریقہ ہے جس سے اس کا ایک قابل قبول اور practical حل تلاش کیا جا سکتا ہے - لیکن فیصلہ آپ صاحبان پر ہے

In that case I will put the question formally.

قاضی عبداللطیف : ٹھیک ہے جناب والا یہ طریقہ کار ٹھیک ہے -

مولانا سمیع الحق : میں اس میں صرف اتنا اضافہ کروں گا - کہ جو بھی طریقہ کار وضع ہو، کمیٹی ہو، یا جو بھی آپس میں مفاہمت ہو جائے، اگلے سینیٹ کے اجلاس سے پہلے پہلے وہ سلسلہ مکمل ہو جائے - اور اجلاس شروع ہوتے ہی یہ چیز آ جائے -

Mr. Chairman: The question is :

> "That leave be granted to Qazi Abdul Latif and Maulana Sami-ul-Haq to introduce the Enforcement of Sharia Bill."

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: Qazi Sahib has the leave of the House to introduce the Bill.

قاضی صاحب آپ کو اجازت ہے کہ آپ ہاؤس میں بل **introduce** کریں۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں یہ قانون نفاذ شریعت کا بل اس ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آپ حضرات اس پر قواعد کے مطابق کارروائی فرمائیں گے۔

Mr. Chairman: The Bill stands introduced in the House and automatically it is referred to the Standing Committing dealing with labour welfares. And the Standing Committee, I hope, would take the discussion into consideration that has taken place in this House and the proposals which have been made by the Chair also how to deal with some of the difficulties to which the honourable Law Minister has referred.

قاضی عبداللطیف : جناب والا! ایک گزارش ہے کہ مجھے اس وقت تک یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس کمیٹی میں ہیں یا نہیں ہیں۔ اگرچہ میں نے اپنا نام اسی کمیٹی میں دیا تھا۔

مولانا سمیع الحق: ہم دونوں اس میں انشاء اللہ شامل ہوں گے۔ یہ قانون کا تقاضہ ہے بغیر انتخاب کے ہم دونوں محرک اس میں شامل ہیں۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں سٹینڈنگ کمیٹیز کی حد تک کچھ مشکلات ہیں اگر اس کے لئے منتخبہ کمیٹی ہو جائے تو وہ شائید زیادہ بہتر رہے گا۔ سیلیکٹ کمیٹی میں علماء حضرات بھی ہوں گے، قانون دان بھی ہوں گے باقی جنرل اور حضرات جن کو دلچسپی ہے وہ بھی شامل ہو جائیں گے۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of Order, Sir. That motion is not before the House. He has introduced, and that is all. Thereafter,

when that motion comes for consideration either to refer to a Select Committee or Standing Committee but the only motion before the House is to introduce it Sir.

Mr. Chairman: But under the Rules when the motion is introduced, the Bill is introduced automatically. But what we thought was that instead of Standing Committee considering the importance of the subject and some of the legal difficulties, perhaps, a Select Committee would do better justice. It will go automatically to the Standing Committee.

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! صرف اتنی وضاحت چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی کا کوئی وقت آپ نے مقرر کرنا ہے، کیونکہ کل آپ نے ایک اہم ترین کمیٹی بنائی تھی، سیاسی کمیٹی۔ (مداخلت)

Mr. Chairman: Standing Committees have to report back within a month if no time limit is fixed.

مولانا سمیع الحق: تو جو جھگڑا چل رہا تھا کہ یہ کام موخر نہ ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ کام جلد تکمیل تک پہنچ جائے۔ اگر سٹینڈنگ کمیٹیوں کو محدود نہ کیا گیا۔ مارشل لاء کی کمیٹی کے بارے میں آپ نے ایک ماہ کی تحدید فرمائی تھی . . . .

جناب چیئرمین: جہاں تک سٹینڈنگ کمیٹیز کا تعلق ہے، ہاؤس نے وزیر اعظم صاحب کو پہلے کی اجازت دی ہے اور غالباً لاء منسٹر صاحب ممکن ہے اس پوزیشن میں ہوں کہ آج اس کا اعلان کریں۔ لیکن اگر نہیں ہیں تو میں خود بھی وزیر اعظم صاحب سے آپ کی طرف سے درخواست کروں گا کہ ان کو جلد از جلد مکمل کیا جائے تاکہ یہ معاملات ان کو ریفر کئے جا سکیں۔

Has any decision been taken with regard to the Standing Committees?

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! گروپنگ کی لسٹ مجھے ابھی ملی ہے۔ انشاءاللہ ایک دو روز میں اس کا اعلان کر دیں گے اور چونکہ یہاں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کر دیا ہے اور اس سٹینڈنگ کمیٹی نے اگلے سیشن سے پہلے رپورٹ دینی ہے۔ تو اس انسٹرکشن کے تحت انشاءاللہ

سٹینڈنگ کمیٹی اتنے وقت میں بنا دی جائے گی کہ وہ اپنا کام مکمل کر کے رپورٹ دے سکے ۔

جناب چیئرمین : اور وہ رپورٹ آئندہ سیشن میں آ جائے گی ؟

جناب اقبال احمد خان : جی انشاءاللہ آ جائے گی ۔ ایک اور کمیٹی بنائی گئی ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو اسے میں ہاؤس کے سامنے پیش کر دوں ۔

جناب چیئرمین : مزید بزنس لینے سے پہلے میرا خیال ہے کہ آپ اسے پیش کر ہی دیں ۔

SELECT COMMITTEE TO EXAMINE THE REPORT ON THE BANKING TRIBUNAL ORDINANCE 1984

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir I beg to move :

"That the following Select Committee be set up to examine the report on the Banking Tribunal Ordinance 1984 to be called the Banking Tribunal Amendment Bill :–

1. Dr. Mahbubul Haq (Chairman)
2. Prof. Khurshid Ahmed
3. Mr. Ahmed Mian Soomro
4. Shaikh Ejaz Ahmad
5. Malik Muhammad Ali Khan
6. Syed Abbas Shah
7. Malik Haji Faridullah Khan
8. Mr. Ghulam Faruque
9. Brig. Hayat Muhammad
10. Syed Faseih Iqbal
11. Nawabzada Sheikh Umer Khan
12. Minister for Justice and Parliamentary Affairs (*Ex Officio* Member of this Committee).

The quorum of the meeting shall be four.

Mr. Chairman: Motion moved. The question is :

"That the following Select Committee be set up to

[Mr. Chairman]

examine the report on the Banking Tribunal Ordinance 1984 to be called the Banking Tribunal Amendment Bill :–

1. Dr. Mahbubul Haq (Chairman)
2. Prof. Khurshid Ahmed
3. Mr. Ahmed Mian Soomro
4. Shaikh Ejaz Ahmad
5. Malik Muhammad Ali Khan
6. Syed Abbas Shah
7. Malik Haji Faridullah Khan
8. Mr. Ghulam Faruque
9. Brig. Hayat Muhammad
10. Syed Faseih Iqbal
11. Nawabzada Sheikh Umer Khan
12. Minister for Justice and Parliamentary Affairs (*Ex Officio* Member of this Committee).

The quorum of the meeting shall be four.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The next item on the Agenda is Resolutions. The first one stands in the name of Prof. Khurshid Ahmed.

جناب شاد محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ تینوں ریزولیوشنز، خورشید احمد صاحب، جوگیزئی صاحب اور میرا اکٹھے لئے جائیں کیونکہ ان تینوں کا مطلب ایک ہی اور اس سے ہاؤس کا وقت ضائع نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر ہاؤس کی یہ منشاء ہے تو اکٹھے بھی لئے جا سکتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد: تھوڑے سے مختلف ہیں۔

جناب چیئرمین: اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں تھوڑا سا اختلاف ہے لیکن تینوں کا مقصد ایک ہی ہے پہلے تو خورشید صاحب آپ اپنا ریزولیوشن موو کریں۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

Mr. Chairman: Just one minute. I think one difficulty might be then that we have to have the exact wording of the resolution to which the House agrees. It would require re-drafting of the resolution, the best thing is to deal with....... (Interruption)

Mr. Shad Muhammad Khan: In that connection I will request here, Sir.

وہ کہہ رہے ہیں کہ نظریاتی کونسل کی سفارشات پیش کی جائیں اور میرے ریزولیوشن میں ہے کہ ان پر عملدرآمد کیا جائے۔ وہی چیز ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ میں عملدرآمد کی استدعا کرتا ہوں اور وہ رپورٹ ٹیبل کرنے کو کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ریزولیوشن کی ورڈنگ ڈیفرنٹ ہوگی۔ اس پر بحث اکٹھی ہو سکتی ہے اور ریزولیوشن الگ الگ موو کر دیں۔

سید عباس شاہ: پوائنٹ آف آرڈر! اس آرڈر میں میرا ریزولیوشن نمبر ۲ پر ہے۔ اگر اتنے معزز اراکین کو اجازت دی گئی ان ریزولیوشنز پر اکٹھی بحث کرنے کو تو اس سے میری حق تلفی ہوگی۔

جناب چیئرمین: حق تلفی تو کسی کی نہیں ہوگی۔ اب یہ ہاؤس نے فیصلہ کرنا ہے کہ تینوں ریزولیوشنوں کو جو نفاذ شریعت سے تعلق رکھتے ہیں ان کو زیادہ اہمیت دینا ہے یا بنکوں کے ہیڈ کوارٹرز کے بدلنے کو۔

جناب اقبال احمد خان: میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ جو ریزولیوشن نمبر ۲ ہے، ایجنڈے کی آئیٹم نمبر ۶ اس کے متعلق ہاؤس سے باہر ہم نے درخواست کی تھی کہ یہ ایک سیاسی نوعیت کا مسئلہ ہے اور اس سٹیج پر اس کو چلانا مناسب نہیں ہوگا۔ ابھی ہمیں اور بہت سی مشکلات ہیں۔ تو سارے ہاؤس کی طرف سے ہاؤس سے باہر محترم عباس شاہ صاحب کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ وہ ابھی اس کو موو نہ کریں اور وزیر خزانہ صاحب نے یقین دلایا تھا کہ اس مسئلے پر کسی دوسری جگہ غور وفکر ہو رہا ہے۔ میرا خیال تھا کہ انہوں نے ہماری اس استدعا کو قبول فرماتے ہوئے اسے واپس لے لیا ہوگا۔ تو میں درخواست کروں گا کہ وہ اس استدعا کی روشنی میں اپنے اس ریزولیوشن کو واپس لے لیں۔

Mr. Chairman: The best course in that case would be for him to move the resolution and postpone it then to the next motion.

جناب اقبال احمد خان: وہ تو مسئلہ دوسرا ہے اور پھر جناب میرا اس پر بھی عذر ہے۔ ابھی رول میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اگر specific سوا کہ ایک ریزولیوشن پیش کی جائے اور اس پر بحث مکمل کر کے فیصلہ کیا جائے اگر ٹائم بچے تو پھر دوسرا ریزولیوشن آتا ہے۔ یہ تو نہیں ہے کہ تینوں ریزولیوشن آج پیش کئے جائیں اور یہ آئندہ کے لئے ڈیفر رہے۔

جناب چیئرمین: "قانوناً" تو آپ صحیح فرماتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان: اس لئے جناب ایک موو کروایئے گا اور اس کے بعد فیصلہ کروائیں پھر دوسرا موو کروائیں۔

Mr. Javed Jabbar: Point of Order Sir, it is my submission that on a Private Member's day when one has already devoted over one hour I believe to the discussion of Bill that concerns the enforcement of the Shariat, it is somewhat unfair to the resolutions submitted by other members which deal with other subjects of equally vital concern to the country and to this House, whether it is the removal of Martial Law, the restoration of fundamental human rights yet here we have six resolutions out of which three deal with one subject more or less. It is my humble submission Sir, that perhaps in future we should give a fair wieghtage to the different priorities facing this country. There is no dispute on the enforcement of Shariat whereas there are fundamental differences on the state of political and democratic development in this country. So, Sir, I would feel that. . . . . (Interruption)

Mr. Chairman: You can only appeal to your colleagues to be brief on the various resolutions. I am bound by the rules. We have three resolutions practically dealing with one subject.

Mr. Javed Jabbar: May I ask of the fate of my six resolutions that dealt with these different subjects about Martial Law, fundamental human rights, freedom of expression, what is the fate of those resolutions ?

Mr. Chairman: They did not succeed. Jenab Prof. Khurshid Sahib. I think let us move them one by one, in that case.

RESOLUTION *RE*: GOVERNMENT TO LAY THE REPORTS OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY BEFORE THE HOUSE

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا! میں اس قرارداد کو اس معزز ایوان میں روشناس کرانے کی اجازت چاہتا ہوں اس ایوان کی رائے میں حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی عبوری یا حتمی رپورٹیں نیز ان پر کی جانے والی کارروائی کی تفصیل ایوان میں پیش کرے میں اس سلسلے میں کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کرنا چاہتا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت اس بات کو اچھی طرح محسوس کرے کہ اس دستور میں اسلامی دفعات اور اسلامی احکام کے نفاذ کے دو ہی طریقے ہمارے سامنے ہیں ۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل تجاویز پیش کرے ، تراجم پیش کرے ، رہنمائی دے ، ذرائع و وسائل کی نشاندھی کرے اور ان کے مطابق قانون سازی ہو ۔ یا پالیسی سازی ہو ۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حکومت یا کوئی عام شہری یا شرعی عدالت خود اپنے ایما پر کسی مسئلے کا ، جو قانونی نوعیت کا ہو جائزہ لے اور اس بارے میں اپنی تجاویز پیش کرے ۔ دستور نے دراصل یہ دو بہت اہم میکانزم قائم کئے ہیں ۔ اور انہیں میکانزم کے ذریعے سے ہم اسلامی نظام کے قیام کے بارے میں کوئی موثر کارروائی کر سکتے ہیں ۔

اسلام کے بلند بانگ دعوؤں سے صرف نظر کرتے ہوئے حقیقت یہ ہے کہ دستور کی دفعہ ۲۲۸ اے کے تحت ایک اسلامک آئیڈیالوجی کونسل ہونی چاہیئے اور دستور اتنا اہم سمجھتا ہے کہ جس وقت یہ دستور مرتب ہوا ہے ، خود دستور میں یہ بات کہی گئی کہ اس چیپٹر کے نفاذ کے بعد نوے دن کے اندر اندر اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کا قیام دستوری طور پر ضروری ہے ۔ خود اس حکومت نے بھی ، جبکہ مارشل لاء نافذ تھا اور ۱۹۷۳ء کا دستور پوری طرح نافذ نہیں تھا اور اس بات کی کوشش کی جا رہی تھی کہ اس سے جتنا قریب رہ کر کے نظام حکومت کو چلایا جائے ۔ اسلامک آئیڈیالوجی

[Prof. Khurshid Ahmed]

کونسل کا قیام ضروری سمجھا اور مارشل لاء کے چند ماہ کے اندر ہی نئی اسلامک آئیڈیالوجی کونسل قائم کی گئی۔ اس وقت میرے علم کے مطابق مئی ۱۹۸۴ء سے اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کام نہیں کر رہی اور خود اس ریوائیول آف آرڈیننس کے آجانے کے بعد بھی ۱۱۴ دن گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک اسلامک آئیڈیالوجی کونسل وجود میں نہیں آئی یہ سرد مہری کیوں ہے جبکہ ہم جانتے ہیں کہ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی رہنمائی حاصل ہے اور جس معاملے کو بھی یہاں سے ان کو ریفر کیا جائے یا صدر مملکت ریفر کریں پندرہ دن کے اندر اندر جو بھی رہنمائی ہو اسے ان ایوانوں کو یا ان افراد کو فراہم کر دینی چاہیئے۔ اس ادارے کا وجود میں نہ لانا ایک ایسی کوتاہی ہے، جس کی کوئی وضاحت نہیں کی جا سکتی۔

دوسری چیز میں آپ کی توجہ دستور کی دفعہ ۲۳۰ کی طرف مبذول کرواؤں گا جس میں اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے اغراض و مقاصد اور طریق کار متعین کئے گئے ہیں۔ اور یہ بنیادی طور پر چار ہیں۔

پہلا یہ ہے کہ یہ کونسل پارلیمنٹ کو یا صوبائی اسمبلیوں کو اس معاملے میں سفارشات پیش کرے کہ ملک میں اسلامی نظام زندگی کو قائم کیا جائے۔ یہ کافی وسیع چیز ہے محض معاملہ قانون کا نہیں بلکہ عقائد کی ترویج کے لئے ایمان کی احیا کے لئے عبادات کے فروغ کے لئے اخلاق کے فروغ کے لئے سماجی اصلاح کے لئے، معیشت کی اصلاح کے لئے، ہم اسلامک آئیڈیالوجی کونسل سے رہنمائی لے سکتے ہیں۔

دوسرا دائرہ یہ ہے کہ یہ ایوان، نیشنل اسمبلی، پراونشل اسمبلیز، صدر یا گورنر خود کوئی سوال ان کو بھیجے اور اس کے بارے میں وہ جواب فراہم کرے تیسری اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ

To make recommendations as to the measures for bringing existing laws into conformity with the Injunctions of Islam and the stages by which such measures should be brought into effect; and

اور نیچے اگر آپ اسی دفعہ کے حصے ۴ کا مطالعہ فرمائیں تو اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

"The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and then shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt and Majlis-Shoora (Parliament) and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report.

مارشل لاء کے ہوتے ہوئے بھی تقریباً ساڑھے سات سال تک اسلامک آئیڈیالوجی کا وجود قائم رہا اور وہ معلومات جو اس سے پہلے علماء کنونشن میں اس اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کے صدر صاحب نے فراہم کی تھیں، اگر ہم ان کو مانیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عقائد و عبادات کی اصلاح، معاشرے کی اصلاح، تعلیم کی اصلاح، حکومت کے انتظامی نظام کی اصلاح، اس کے بعد پھر قوانین کی اصلاح جس میں وہ کہتے ہیں کہ ۲۳۵ قوانین پر اس وقت تک وہ specific recommendations گورنمنٹ کو بھیج چکے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ایک طرف ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم تیزی کے ساتھ اسلامی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف عالم یہ ہے کہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی رکمنڈیشنز پینڈنگ فائل کی نظر میں ہو جاتی ہیں۔ دیمک ان کو کھا رہی ہے یہ ایوان وجود میں آ چکا ہے، نیشنل اسمبلی وجود میں آ چکی ہے۔ لیکن ابھی تک ان کو formally اس ایوان کے سامنے پیش نہیں کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس معاملے میں بری طرح ناکام رہی ہے یہ ہاؤس حکومت سے اس معاملے پر احتساب کرتا ہے اور اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ اگلے سیشن سے پہلے پہلے اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی تمام رپورٹیں انٹرم ہوں یا فائنل اس ایوان کے سامنے، فطری طور پر نیشنل اسمبلی کے سامنے پیش کی جائیں تاکہ ان پر سیر حاصل بحث ہو سکے اور ان کی روشنی میں قانون سازی اور پالیسی سازی دونوں کام انجام دیئے جا سکیں۔ یہ میری درخواست ہے۔

Mr. Chairman: The resolution moved is that the Government may lay the reports whether interim or final of the Council of Islamic Ideology before this House together with the detail of the action taken thereon. Is the resolution opposed ?

Dr. Mahbubul Haq: Now, Sir, we shall be glad to lay the reports of the Council of Islamic Ideology alongwith the action taken on it before the House.

Mr. Chairman: Then I can put the question straight away. I think the question is :

"That the resolution moved by Prof. Khursheed Ahmad may be passed".

(The resolution was passed)

Syed Abbas Shah: I seek the permission of the House to move the resolution :

"This House is of the opinion that the Head offices of the nationalized banks and all other financial institutions should be shifted to Islamabad immediately".

Mr. Chairman: There is an amendment in the resolution moved by Mr. Fazal Agha, would he kindly move his amendment. I think he is not present today. An amendment to the resolution can be moved under the rules. But the honourable Member being not here I think it lapses.

Then, would you like to say something on the resolution ?

سید عباس شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اپنی اس تحریک کے حق میں بولنے کی اجازت مانگتا ہوں ۔ اس سے پہلے کہ اس تحریک کے حق میں بولوں ، جناب وزیر انصاف وقانون نے کچھ ایسے واقعات کا ذکر کیا کہ میں اس قرارداد کو پیش نہیں کروں گا میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ۔ یہ وزیراعظم کے

ساتھ بھی بات discuss ہوئی اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ وزیر خزانہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر آپ لوگ اس کے متعلق کچھ ایسے اصول طے کر لیں تاکہ اس سے ملک میں کوئی ایسا مسئلہ نہ بن جائے جس سے کسی علاقے کے احساسات مجروح ہوں لیکن گزشتہ تین دنوں سے میں وزیر خزانہ کے ساتھ ملاقات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ان کی مصروفیات کی وجہ سے مجھے یہ موقع نہ ملا تو اس وقت میں اپنی تحریک اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ جو مسئلہ وزیر خزانہ صاحب کے سامنے ہے اور جو بات انہوں نے کرنی ہے وہ اس ایوان کے سامنے کریں اور میرے ساتھ کچھ ایسا وعدہ کریں اور ٹائم فکس کریں۔ تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں اگر اجازت ہو تو میں اس کے حق میں بولوں یا وزیر خزانہ صاحب کچھ بیان دینا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب جو وضاحت آپ کرنا چاہتے ہیں بے شک کر لیں لیکن بہت ہی مختصر وقت کا خیال رکھیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: You may place the resolution.

Mr. Chairman: Let him speak on it then we.......

(Interruption)

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, first of all he should place the resolution before the House, then he can speak.

Dr. Mahbubul Haq: It might help Sir, if I just make a little clarification and ....

(Interruption)

Mr. Chairman: No, there is a technical point involved. Are you opposing the resolution ?

Dr. Mahbubul Haq: Sir, I am technically, opposing the resolution to shift the Headquarters, but I have an explanation to satisfy the Members. Would you like to do it now or at the later stage.

Mr. Chairman: No, a little later as I think.

The resolution before the House is :

"This House is of the opinion that the Head offices of the nationalized banks and all other financial institutions should be shifted to Islamabad immediately."

Mr. Chairman: Is it opposed ?

Dr. Mahbubul Haq: It is opposed Sir, but if you give me a few minutes to explain myself.

Mr. Chairman: Let him speak first.

سید عباس شاہ: میں اس ہاؤس سے اجازت مانگتا ہوں کہ اپنی تحریک کے حق میں اپنے دلائل پیش کروں ۔

اسلام آباد مملکت پاکستان کا دارالخلافہ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ ادارے قوم اور ملک کے مفاد میں اسلام آباد میں قائم کئے گئے ہیں یا حکومت کے سرکاری دفاتر کے ہیڈ آفسز اسلام آباد میں قائم کئے گئے ہیں جب سے اسلام آباد دارالخلافہ بنا ہے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ بنکس کے ہیڈ آفس اسلام آباد میں shift ہونگے میں اس مسئلے کو اس نوعیت سے بھی نہیں لے رہا ہوں کہ کراچی کے کچھ حقوق کم کروں یا ان کے مالی مسائل یا مالی مشکلات میں کوئی اضافہ کروں میں اس مسئلے کو اسی بناء پر لے رہا ہوں کہ ہمارے پاکستان کے باقی ماندہ علاقے جس میں سندھ، پنجاب، صوبہ سرحد اور بلوچستان ایک اکانومک ڈسپیریٹی محسوس کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ملک میں زبردست قسم کی بے چینی پھیلی ہوئی ہے ہماری صنعتی ترقی جو کہ ان مالی اداروں کے ذریعے ترقی کرتی ہے اس میں پچھلے ۱۵، بیس سال سے بہت ڈسپیریٹی پیدا ہو گئی ہے

میں کراچی اور اس کے شہریوں کی قدر کرتا ہوں ان کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتا ہوں۔ لیکن کچھ حقائق سامنے لانے پڑتے ہیں۔ کراچی کو ہم یورپ کا ایک ترقی یافتہ شہر سمجھتے ہیں اور خود کو ہم افریقہ کے پسماندہ لوگ سمجھتے ہیں جو یہاں پر آباد ہیں یہ آواز ہمارے عوام کی ہے اور ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کو آپ تک پہنچائیں آپ کو، سینیٹ کے ممبران کو اور حکومت کو اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں۔

پچھلے دنوں ۱۰ جون کو کئی معزز ممبر صاحبان نے بنکنگ یا بنکاری کے ادارے سے منسلک افسران ایگزیکٹو بورڈ کی تعداد جناب وزیر مالیات صاحب سے مانگی اور ان کا جواب یہی تھا کہ آپ لوگوں کے پاس competent personality available نہیں ہے کہ ان بنکنگ اداروں کو چلا سکیں یہ competency کب آئے گی؟ اگر ۳۷ سال میں آپ اس سے انکار نہیں کریں گے کہ ہمارے پاس پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں، پنجاب میں نہیں ہیں، سندھ میں نہیں، فرنٹیئر میں نہیں ہیں بلوچستان میں نہیں ہیں سندھ کے ان حصوں میں جو پسماندہ ہیں پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں۔ لیکن جو بیوروکریسی ان بنکوں پر قابض ہوئی ہے جس کو میں بنکنگ بیوروکریسی کہتا ہوں اس کی وجہ سے ہمیں اس سسٹم سے، اس بنکاری کے فن سے محروم کیا گیا ہے اس علاقے کے لوگوں کو جو اس قابل ہیں کہ اس میں کام کر سکیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بڑے بنک اس جگہ قائم ہوئے ہیں اور وہاں ہر چند لوگوں کی اجارہ داری قائم ہوتی ہے۔ ہم اپنے اس شہر کے لوگوں سے کراچی شہر کے لوگوں سے استدعا کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ انہوں نے جو point لینے تھے۔ وہ لے چکے ہیں اور اس سے آئندہ بھی مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے complete job gain کر لیا ہے۔ وہ اس قابل ہیں کہ نیا بنک کھول سکیں جیسا کہ حکومت کی پالیسی ہے۔ لیکن ہم اس قابل نہیں ہیں کہ یہاں پر نئے بنک کھول سکیں ہم ان اداروں کو جن کو Nationalized Banks کہتے ہیں ہم فنانشل انسٹیٹیوٹ کہتے ہیں جن میں Trained

[Syed Abbas Shah]

personnel موجود ہیں، جن میں ٹیکنیکل ہینڈ افراد موجود ہیں۔ ان کو بنکاری کا طریقہ کار آتا ہے جن کو investment کا طریقہ کار آتا ہے۔ ان کو ہم پاکستان کے اس حصے میں لانا چاہتے ہیں۔ جہاں پاکستان کی زیادہ آبادی اس سے مستفید ہو سکتی ہے میں اس کو کبھی بھی پشاور یا اپنے گاؤں بنوں نہیں لے جانا چاہتا ہوں میں اسے اسلام آباد میں لانا چاہتا ہوں۔ جہاں پر جس طرح پاکستان بننے کے وقت مسلمان قوم کی ڈسپیئرٹی کی وجہ سے مسلمانوں کے اس بڑے حصے نے قربانی دی کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر اپنے آباؤ اجداد کی قبریں چھوڑ کر اس پسماندہ علاقے میں آکر آباد ہوئے ہماری انہوں نے امداد کی، بے سروسامانی کی حالت میں آئے لیکن ان کے پاس ٹیکنیکل ہینڈ نالج تھا انہوں نے ہمیں مدد دی اور ہم نے انشاءاللہ ترقی حاصل کی۔

میں یہی استدعا کراچی کے لوگوں سے کروں گا کہ وہ اس بات پہ sensitive نہ ہوں کہ ہم کراچی سے ہیڈ آفیسز یہاں شفٹ کرنے کے لئے استدعا کر رہے ہیں اور ان کو یہاں تبدیل ہونے میں تکالیف ہوں گی۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام آباد کی آب و ہوا بڑی اچھی ہے اور یہاں پر آکر They will be much happy. ان سے جو چیز اور جو فوائد ہم حاصل کر سکیں گے وہ قوم کی ترقی کے لئے مشعل راہ ہوں گے اور یقیناً جو بے چینی اس وقت ہے اور طبقاتی اور صوبائیت کی آواز آرہی ہے مجھے یقین ہے کہ وہ کافی حد تک ختم ہو جائے گی اور ہمارے علاقے ترقی کریں گے۔

اس کے علاوہ کراچی میں اللہ کے فضل سے کافی صنعتیں قائم ہو چکی ہیں اور ہم یعنی سات کروڑ آبادی اس سے محروم ہے ہم ان کی مارکیٹ ہیں، ہم ان کے خریدار ہیں، وہ اپنی مشنری ہمیں فروخت کریں۔ ہمیں اپنی ٹیکنیکل ہدایات دیں اس کو فروخت کریں بجائے اس کے کہ ہم وہاں پر بیٹھیں رہیں۔ ہم بدنام ہوئے جا رہے ہیں کہ جی یہاں پر تو صرف سمگلنگ ہوتی ہے۔ ہمارے لئے صرف وہی راستہ کھلا ہے۔ ہم جاتے ہیں مزدوری کے لئے اور اگر یہی کچھ وہاں پر رہا اور دولت کا

یہی نظام قائم رہا ، تو قدرتی بات ہے ، بینکر کاروباری ہوتا ہے چاہے وہ سرکاری ہو یا پرائیویٹ ان کی دلچسپی تو ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے ، جنہوں نے انویسٹمنٹ کی ہو جس کے بارے میں انہیں معلوم ہو کہ یہاں پر ان کا سرمایہ محفوظ ہوگا۔ یہاں پر انہوں نے رسک لینا ہے ۔ ہمیں آگے بڑھانا ہے ۔ ہمیں آگے کرنا ہے اس پاکستان کی ترقی کے لئے ہم یقیناً اپنے بھائیوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ان کا بزنس بڑھے گا ، وہ ترقی کریں گے ۔ ہم ان کی ٹیکنیکل ہدایات استعمال کریں گے ۔ وہی مشینری جو کراچی میں بنے گی ہم اسے خریدیں گے اور اس پر اور ادارے قائم ہوں گے ۔

بنک ، کاروبار اور صنعت بلکہ ہر چیز کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ میرے دوست جو کراچی میں رہتے ہیں ۔ وہ میری آواز یقیناً کراچی کے عوام تک پہنچاتے ہیں کوئی سستی نہیں کریں گے ۔ اس تجویز کو اس تحریک کو ، جس کو میں کہتا ہوں نیشنلائزڈ بنک کے ادارے اور مالیاتی اداروں کو یہاں پر ٹرانسفر کیا جائے ، اس کو وہ قبول فرمائیں گے ۔ میں آئندہ کے لئے ، اس نسل کے لئے ، اس علاقے کے لئے ایک بڑی آبادی کے لئے ، ایک ایسا طریقہ کار پیش کر رہا ہوں ، جو میرے خیال میں اس علاقے کو آباد اور کامیاب کر سکتا ہے اور امید ہے کہ میری اس بات پر کوئی مخالفت نہیں ہوگی ۔ ایک بات سننے میں آئی ہے کہ جناب وزیر خزانہ صاحب جو ایک نئی پالیسی ملک میں لانا چاہتے ہیں اور یقیناً ہم سب اس کی تائید کرتے ہیں لیکن وہ کچھ نئے بنکس لاہور پشاور اور بلوچستان میں قائم کرنا چاہتے ہیں میں اس تجویز کی اپنے تجربے کی بنا پر مخالفت کرتا ہوں کیونکہ جب ہمارے پاس ٹیکنیکل ہدایات ہی نہیں ہیں تو پشاور میں ہم بنک کیسے چلا سکیں گے ۔ کیونکہ نیشنلائزڈ بنک بڑے پاور فل ہو گئے ہیں اور ہر ٹریڈنگ کمپنی کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ مقابلے میں دوسرے کو ختم کرے ۔ اس سے پہلے بھی کوآپریٹو بنک ختم ہو گئے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ طاقتور بنک یہاں موجود ہیں ۔ ہم استدعا کریں گے کہ ان بنکوں کے ہیڈ آفسز کراچی سے اسلام آباد لے آئیں ۔ لیکن اس سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ کراچی کو کسی قسم کا نقصان ہو ، کراچی کے لوگ اللہ کے فضل سے

[Syed Abbas Shah]

Afford کر سکتے ہیں۔ ان کو طریقہ کار معلوم ہے کہ جن سے وہ ہیڈ آفسز تک پہنچ سکیں۔ لیکن ہمارے لئے مشکلات ہیں۔ ہمارے دل میں ڈر ہے۔ ہمیں طریقہ کار نہیں آتا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ میری اس تحریک کو قبول فرمائیں گے۔

and I move this Resolution for ....

(Interruption)

Mr. Chairman: Just a minute. Mr. Hasan A. Shaikh: Do you want to speak on the resolution ?

Mr. Hasan A. Shaikh : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Right I think, in that case, Nabi Bakhsh Zehri was the first to take the floor.

An honourable Member : Have you called Mr. Nabi Bakhsh Zehri?

میر نبی بخش زہری: جناب عزت مآب چیئرمین صاحب! یہ ریزولیوشن جو پیش ہوا ہے اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ صرف کراچی سے متعلق ہے اور یہ بھی دلیل دی، ہمارے معزز سینیٹر نے کہ سندھ، بلوچستان، پنجاب اور صوبہ سرحد کو فائدہ پہنچے گا اگر ان اداروں کی کراچی سے اسلام آباد شفٹنگ ہو جائے مگر۔ ہمارے آنریبل رکن نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ صرف کراچی کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے بتانا چاہتا ہوں۔ میں پہلے بلوچستان کو لیتا ہوں اگر بلوچستان کا صوبہ مکران کے اس سرے سے جو ایران سے ملتا ہے اور چاغی کا بارڈر جو ایران سے ملتا ہے، وہاں سے یہاں اسلام آباد جب ہم آتے ہیں تو دو تین ہزار کلو میٹر کا سفر بن جاتا ہے اور اب اگر معزز رکن صوبہ سرحد میں ہیں

میرے خیال میں بلوچستان کی لمبائی تک بھی وہ سفر نہیں کر سکتے۔ بلکہ بہت قریب اور نزدیک ہیں۔ کراچی کے متعلق ہمیں تعصب اس لئے نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ کراچی میں تمام صوبوں کے لوگ رہ رہے ہیں، بات یہ ہے کہ سندھ کا جہاں تک تعلق ہے سندھ کو بھی یہاں اسلام آباد آنا پڑے گا اور پنجاب کا وہ حصہ جو سندھ اور کراچی کے قریب ہے تو ان کو بھی یہاں آنا پڑے گا تو اب ایک set up موجود ہے میں نہیں جانتا کہ اس وقت اتنا ضروری ہو گیا ہے کہ ہم ان کی شفٹنگ کا ریزولیوشن پاس کریں۔ اس سے عوام میں ایک ہیجان پیدا ہو سکتا ہے اور یہ تاثر ملتا ہے کہ ہر چیز کو اسلام آباد ہی سمیٹنا چاہتا ہے۔

جیسا کہ ون یونٹ میں ہوا۔ ون یونٹ بنا۔ جناب والا اکہ ڈی سنٹرلائزڈ ہو جائے۔ تمام ڈویژنوں کو اختیارات مل جائیں پانچ سات سال کے بعد ان تمام کا ہیڈ کوارٹر لاہور بن گیا اس کے نتیجے میں لوگ ون یونٹ کے خلاف ہو گئے۔ اب ایک چیز آرام سے چل رہی ہے۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں معزز اراکین سے، جناب کی وساطت سے عرض، کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہم جمہوری طریقے سے جو نمائندے یہاں آئے ہیں ان کے لئے مشکلات اور زیادہ ہیں، ہمیں چاہیے کہ پیچیدگی پیدا نہ کریں بلکہ ہمارے سامنے جو مزید مشکلات ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کریں اور جمہوریت کو لائیں اور مارشل لاء کے متعلق فیصلہ کریں۔ تو یہ ایک غیر معمولی مسئلہ ہوگا جو کہ ہمارے لئے قابل برداشت نہیں ہے اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چونکہ اس پر کئی اصحاب اظہار فرما رہے ہیں اس لئے میرے خیال میں اگر وقت کم ہی لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ جناب حسن اے شیخ صاحب؟

Mr. Hasan A. Shaikh: Thank you, Mr. Chairman. Sir, this is a very important issue and curtailing of time may not be in the interest of the issue itself.

Mr. Chairman: Under the rules you can take ten minutes and the Minister can give his reply in 30 minutes. This is what the rules say.

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, Sir, it is a very unfortunate move, a very very unfortunate move for my learned friend to have proposed that the head offices of the nationalised banks and other institutions should be shifted to Islamabad which is still under the control of the Commissioner, Rawalpindi. Therefore, it is in Punjab.

Mr. Chairman: No, I do not think it is correct. That is not correct.

Mr. Hasan A. Shaikh: If there is a flood in Rawalpindi, the Chief Minister of Punjab alongwith the Commissioner visits the place.

An honourable Member: But not Islamabad.

Mr. Chairman: Please listen. Please listen.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, the nationalised banks were not set up by the Government. They were set up by the private parties. The United Bank was set up by Saigal, a Punjabi gentleman. He preferred to set it up in Karachi, not in Lahore, although he belongs to Lahore. Therefore the question. . . . . (interruptions)

Mr. Hasan A. Shaikh: The Sarhad Bank was in Peshawar but the Sarhad Bank was amalgamated with the Australasia Bank and turned into Allied Bank. Therefore, the Sarhad Bank is really not of much consequence as far as the present nationalised banks are concerned. The present nationalised banks are the Allied Bank, the United Bank, the Habib Bank, the National Bank of Pakistan and the Muslim Commercial Bank. These are the five nationalised banks. But all these banks were not set up by the Central Government, except

the National Bank of Pakistan which was set up by the Central Government. They were set up by the private parties and these private parties considered that they should be set up in Karachi. Now, what happens, Mr. Chairman! When you set up a head office, you give employment to thousands of people. It was stated that we cannot go to 20-storeyed buildings but I hope in Islamabad also in a few years time there will be 20/25 storeyed buildings. To day, the head office of the Banks are housed and manned by the local Sindhis, Karachites and other people who are living in Karachi. Karachi is a mini-Pakistan: Karachi does not mean only people of one area – there are Punjabis in Karachi, there are Pathans in Karachi, there are Baluchis in Karachi and there are Sindhis in Karachi and there are refugees in Karachi. Therefore to move these head offices is to create economic problems for thousands of families, infact lacs of families and these nationalised banks, they are being housed there for the last so many years. People have so many problems; problems of education problems of housing etc. there are so many problems. Then Karachi is closer to Baluchistan, Karachi is even closer to Bahawalpur areas. Only if you bring it in Islamabad, it may be closer to the people in the Northern area and Punjab. So, what happens? You really take away the livelihood of the people of Sind, for the purpose which you do not mention, you do not say it but for the purpose of setting up into the area which is surrounded by Punjab. If you do not accept that word that Islamabad is in the Punjab, I say it is the area surrounded by the Punjab. What benefit you will get. You create a new atmosphere which is not today prevalent in the country.

As it was stated when the West Pakistan came into being, everything was concentrated in Lahore, now every-thing they want to concentrate within the provincial area of the Punjab. That is very very unfortunate. That will create colossal problem–the problem of employment to Sindhis, colossal problem the problem of employment to Sindhis, colossal problem of approach to the Baluchis, colossal problem of approach to Sindhi in the banking. Now, so far as these nationalised banks are concerned, the entire control is in the hands of Islamabad. Even today, the Federal Government through Finance Ministry has the control of these banks. The Federal Government appoints the President of the Banks, the Federal Government

[Mr. Hasan A. Shaikh]

appoints the senior executives. Therefore, it is still being controlled by Islamabad, not to say that it is not being controlled by Islamabad. It is being controlled by Islamabad. Therefore, I think, what is being done its effects will be the denial of avenues of employment to the people belonging to Sind, to the people belonging to Baluchistan, to the people who are in the vicinity of Karachi. Otherwise the control is already there. Nothing more will be achieved by shifting these headquarters. Mr. Chairman, Sir, first, when the PIA Headquarters was being shifted, there was such a big hue and cry that the Minister had to give the assurance that no such decision has been taken. And, Sir, PIA is a small fry considering all the nationalised banks – the five nationalised banks, are huge ones. It will create colossal problems and not only for Karachi, it is wrong to say only for Karachi. So far as the know-how is concerned, Sir, I told you yesterday that one of the biggest wizards of finance is sitting as the Chairman of the Senate of Pakistan. Where does he belong to Karachi? Where did he get his know-how, at Karachi? He got it in the Frontier; he belongs to Frontier. So, know-how is not confined to Karachi: know-how is everywhere. I took other names also who belong to Frontier and who have got colossal financial knowledge. Therefore, expert knowledge is not confined to Karachi. It may be that there are others in Frontier areas, there are others in Islamabad, there are other in the Punjab who are not known or they may be known but I do not know their names. But I tell you, Sir, that certainly if this move succeeds, it i sthe denial of the rights of small provinces, if this move succeeds, it is the denial of economic avenues for the people of Sind, if this move succeeds, it is the beginning of a Provincial yoke on the other Provinces of this country. Thank you very much.

Mr. Chairman: Yes, Agha Sahib.

انجنیئر سید محمد فضل آغا: جناب چیئرمین! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی اور میں معافی بھی چاہتا ہوں کہ کام کی وجہ سے میں باہر گیا۔ میں اپنی ترمیم پر زور نہیں دے سکا لیکن اپنی ترمیم میں بھی میں نے عرض کیا تھا کہ کم ازکم اگر سارا نہ ہو تو ان کا ایک ایک دفتر اسلام آباد اور بلوچستان میں شفٹ کیا

جائے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ کراچی پر آبادی کا دباؤ بھی کم ہوگا اور کراچی جو زیر بار ہے وہاں پر بہت سے شہری مسائل ہیں تو ان بینکوں کے اداروں کے وہاں سے چلے جانے سے وہاں پر پریشر کم ہوگا اور جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سندھ کے لوگوں کی حق تلفی ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ یہ قومیائے ہوئے بینک ہیں اس میں سارے پاکستان کے لوگ اتنے ہی حقدار ہیں، جتنے سندھ کے لوگ ہیں اور روزگار کے مواقع کے ابھی اتنے ہی حقدار ہیں جتنے سندھ کے لوگ ہیں۔ لیکن جہاں پر ہیڈ آفسز نہیں ہیں۔ وہاں کے لوگ اس تمام اکنامک سسٹم سے ناواقف ہیں۔ ناتجربہ کار ہیں بینکنگ بذات خود ایک تجربہ ہے اور ایک سیکھنے کا عمل ہے۔ جب تک ہیڈ آفس ہمارے ہاں نہیں ہوں گے بینکنگ کے معاملے میں ہم کچھ نہیں سیکھ سکیں گے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم انڈسٹری میں بہت پیچھے رہ گئے۔ کیونکہ ہمارے پاس نیشنلائزڈ بنکوں کے ہیڈ آفس بھی نہیں ہیں۔ یہ جو آپ کے فنانشل انسٹی ٹیوشن ہیں ان کے ہیڈ آفس بھی نہیں ہیں۔ اس لئے ہمارے لوگ ان سے بہت ناواقف ہیں۔ اگر کچھ لوگوں نے کراچی سے بنکنگ شروع کی ہے۔ تو وہ ہمارے ملک کے سرمایہ دار تھے جنہوں نے ذاتی فائدہ کو اپنے مدنظر رکھا۔ انہوں نے اپنی بنکنگ کراچی سے شروع کی، کسی نیشنل انٹرسٹ میں انہوں نے کراچی سے بنکنگ شروع نہیں کی تھی

میری تجویز یہ ہوگی کہ کم ازکم ایک ایک ہیڈ آفسز اسلام آباد اور کوئٹہ میں شفٹ کیا جائے۔ تاکہ وہاں سے سرحد کے لوگ اور اپر پنجاب کے لوگ بھی اتنے ہی facilitate ہوں جتنے کہ شیخ صاحب کے بقول کراچی میں رہنے سے کچھ لوگ جو پنجاب کے قریب پڑتے ہیں۔ اور کچھ لوگ جو سندھ کے قریب پڑتے ہیں۔ مستفید ہو رہے ہیں۔ یہ آفسز اگر اسلام آباد اور کوئٹہ چلے جائیں تو یہ ایریاز جو کوئٹہ اور اسلام آباد کے نزدیک ہیں۔ ان لوگوں کو بھی برابر کی opportunities ملیں گی۔ بنکنگ ٹریننگ میں، انڈسٹری میں اور job opportunities میں اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ کراچی سے لوڈ کم ہو جائے گا اور کراچی کے بہت سارے پرابلم کم ہو جائیں گے۔ رش کم ہو جائے گا۔ میری یہ تجویز ہے، مہربانی کر کے ہاؤس اس پر غور کرے۔

جناب چیئرمین: جناب محسن صدیقی صاحب!

جناب محسن صدیقی: جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ میرے محترم دوست اور ساتھی جنہوں نے یہ ریزولیوشن پیش کیا ہے۔ ان کے ذہن میں شاید یہ بات ہے۔ جہاں پر ہیڈ آفس ہوتا ہے۔ شاید وہیں پر دولت کا انبار لگ جاتا ہے اور لوگوں کا کام صرف یہ ہو گا کہ وہ جائیں اور اس دولت میں اپنا حصہ مانگیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ کسی جگہ ہیڈ آفس کھولنے سے کسی علاقے کی حق تلفی کس طرح ہوتی ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ آپ اگر بڑے بڑے دوسرے ملکوں کو دیکھیں تو کمرشل ٹاؤن اور کمرشل سنٹر پر اس قسم کے ہیڈ آفس ہوا کرتے ہیں۔ آپ کو خود معلوم ہے کہ ترکی کا دارالحکومت انقرہ ہے۔ مگر بنکوں کے ہیڈ افس استنبول میں ہیں۔ اسی طرح دنیا کے اور ملکوں میں بھی ہے۔

میری دوسری گذارش یہ ہے کہ ہیڈ آفس آنے سے کون سی سہولتیں ہیں جو وہاں ریجنل آفس کو نہیں مل رہی۔ وہ کوئی ایسا نام بتا سکتے ہیں کہ کوئی انڈسٹری لگانا چاہتا ہے لیکن اس کے لئے اس کو قرضہ یا دیگر سہولتیں نہیں دی گئیں ہیڈ آفس کراچی میں تھا۔ آج میں کم از کم سینکڑوں ایسی انڈسٹریز کے نام لے سکتا ہوں۔ جو کراچی سے بہت دور فرنٹیر، بلوچستان اور پنجاب میں واقع ہیں اور اسی قسم کی سہولتیں جو کراچی کے لوگوں کو ملی ہیں، وہی ان کو ملی ہیں۔ وہ تمام انڈسٹریز جو آج پاکستان میں لگی ہیں۔ ظاہر ہے صرف نجی سرمایے سے نہیں لگی ہیں۔ بلکہ بنکوں کے سرمایے سے لگی ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے میں جو دلائل دیئے گئے ہیں۔ ان میں نہ کوئی مجھے وزن معلوم ہوتا ہے۔ نہ ان میں مجھے فائدہ نظر آتا ہے۔

تیسری گذارش یہ ہے کہ کراچی اور سندھ ایسا محسوس ہوتا ہے جب کراچی کا نام لیا جاتا ہے۔ تو وہ کوئی ایک الگ صوبہ ہے۔ یا پاکستان کا کوئی الگ حصہ ہے۔ کراچی سندھ کا ایک جزو لاینفک ہے۔ وہ سندھ کا دارالحکومت ہے اور اس حیثیت سے وہاں کے رہنے والے بلا تفریق وہ کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور کس حصے سے

میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس طرح یہ
آئے ہیں۔ وہ سب سندھ کے رہنے والے ہیں۔
تفریق شروع کی، تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ وہ تمام عناصر جو اس وقت کسی حد تک
خاموش ہیں۔ وہ پھر سر اٹھائیں گے اور اس میں سے ملک میں اتنا بڑے شہر کا
دروازہ کھلے گا۔ جس سے اس وفاق کے اپنے قیام تک کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ اس
لئے اس قسم کے مسائل کو نہ اٹھائیں اور مجھے بڑا افسوس ہے جس طرح ان فارمل میٹنگ
میں بات ہوئی تھی اور جس طریقے سے یہ مسئلہ طے ہوا تھا۔ اس سے بالکل احتراز کیا گیا۔ یہ
طے ہو چکا تھا کہ یہ مسئلہ ایسا ہے جس کے لئے بڑی سنجیدگی سے بڑے سوچ وبچار سے کچھ
اقدام ضرور کیے جائیں۔ اگر کسی مسئلے میں لوگوں کو تکلیف ہے تو اس کے ازالے کے لیے تو
کاروائی ہو سکتی ہے۔ وہ ضرور کی جائے۔ مگر ہیڈ آفسز کے شفٹ کرنے میں تین چار ایسے
ٹھوس دلائل ہیں۔ جن کو آپ مدنظر رکھیں تو میں سمجھتا ہوں۔ خود موور بھی متفق ہونگے۔
ایک تو لاکھوں انسان جنہوں نے کراچی کو اپنا گھر بنایا ہوا ہے۔ اور وہ بنکوں سے
منسلک ہیں ان کو آپ اسلام آباد میں لاکر کس طرح آباد کریں گے۔ جبکہ اسلام آباد میں
ابھی جو آبادی ہے اس کے لئے بھی مکانات پورے نہیں ہیں دوسرا یہاں ہیڈ آفسز لانے سے
سوائے اس کے کہ آپ ملک کے ایک کونے میں ایسے ادارے قائم کر دیتے ہیں۔ جس میں سارے
ملک سے لوگوں کو آنا پڑے گا۔ جیسے کہ میرے دوست نبی بخش زہری صاحب نے کہا
بلوچستان کے اس گوشے سے آنے والے کو ڈیڑھ دو ہزار میل سفر کرنا پڑے گا۔ تو یہ کوئی حل تو
نہ ہوا، لہذا ریجنل آفسز بنائے جائیں۔ ریجنل بورڈ بنائے جائیں۔ جہاں آپ کی کوئی مشکلات
ہوں ان کا حل تلاش کیا جائے۔ منسٹری آف فنانس کا ان فنانشل انسٹی ٹیوشن پر مکمل کنٹرول
ہے۔ آپ اگر اعداد و شمار کو دیکھیں تو کوئی ایسا صوبہ نہیں ہے جس کی اس میں نمائندگی نہیں
ہے یا نمائندگی کم ہوئی ہے یا جو آپ اس کا نظام اس وقت دیکھ رہے ہیں اس نظام میں کوئی ایسی
بات آپ کو نظر نہیں آئے گی جس میں یہ سمجھا جائے کہ کسی سطح کے اوپر کسی خاص علاقے کو برتری
حاصل ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور چھوڑ دیا جائے اور فی الحال اس کے
بارے میں ایک تجویز پاس کرنے کے لئے ہم اس پر سنجیدگی سے سوچیں جناب وزیر خزانہ جو
یقیناً نہایت ہی اچھے حل تلاش کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ان کے اوپر چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ
سب لوگوں سے مشورہ کر لیں۔

جناب چیئرمین : بہت شکریہ ، جناب سردار خضر حیات صاحب !

سردار خضر حیات خان : جناب چیئرمین صاحب! پیشتر اس کے کہ میں اس مسلے پر اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔ میں یہ تحریک پڑھنا چاہتا ہوں جس میں یہ الفاظ درج ہیں ۔

"کہ ایوان کی رائے میں تومیائے گئے بنکوں اور تمام دیگر مالی اداروں کے صدر دفاتر فوری طور پر اسلام آباد منتقل کئے جائیں"۔

پیشتر اس کے کہ میں اس پر اپنے خیالات کا اظہار کروں میں سب سے پہلے حسن اے شیخ صاحب نے جو تقریر ابھی فرمائی ہے ۔ اس پر مجھے بہت اعتراض ہے ۔ انہوں نے پنجاب کو ذہن میں رکھ کر اسلام آباد کے بارے میں اس لئے کہا ، کہ اس کے چاروں طرف پنجاب ہی ہے حالانکہ یہ ایک محب وطن آدمی ہیں اور مجھے ان کا بڑا احترام ہے ۔ لیکن جس طریقے پر انہوں نے اپنی تقریر فرمائی ہے ۔ مجھے اس پر بڑا اعتراض ہے ۔ کیوں کہ ان کو ہر چیز پہ پنجاب کی بری لگتی ہے ۔ پنجاب نے آخر رہنا تو ہے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : کچھ جغرافیے سے ناواقفیت ہے وہ سرحد بھی ہے ، اور آزاد کشمیر بھی ہے صرف پنجاب نہیں ہے ۔

سردار خضر حیات خان : چاروں طرف حدود اربعہ کو چھوڑ کر ان کے خیالات سے مجھے سخت اختلاف ہے ۔ پنجاب کو انہوں نے طریقے سے ہی کہنا ہے تو پنجاب نے آخر رہنا تو ہے اور وہ اس ملک کا حصہ ہے ۔ پنجاب نے ہر چیز میں قربانیاں دی ہیں اور آئندہ بھی دیتا رہے گا ۔ لیکن اسی طریقے سے اور جناب شیخ صاحب جیسے لوگ بھی باتیں کریں گے تو یہ بڑی ناانصافی ہوگی ۔

اس کے بعد میں اس تحریک کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اصولی طور پر میں اس کے حق میں ہوں لیکن جس طریقے پر یہ پیش کی گئی ہے ۔ اس کے خلاف ہوں ۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ فوری طور پر منتقل کئے جائیں ۔ میں سمجھتا ہوں فوری طور پر منتقل کیا جانا اتنا آسان کام نہیں ہوگا ۔ تمام کے تمام جو مالیاتی ادارے ہیں ان کو یہاں پر منتقل کیا جائے ۔ حالانکہ

چاہیئے یہ تھا کہ ہم فنانس منسٹر صاحب یا حکومت سے یہ کہتے۔ کہ جونہی وقت بدلے اور حالات مناسب ہوں۔ (مداخلت)

سید عباس شاہ: میرا ریزولیوشن انگریزی میں correctly لکھا ہوا ہے۔ تو immediately بھی جو ہے وہ آتا insisted نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ should be shifted.

Mr. Chairman: That is not a point of order. I think his point is correct. There is the word immediately. It is used in the resolution.

سردار خضر حیات خان: جناب والا! اسکے ساتھ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ مالیاتی ادارے جہاں بھی ہوں وہاں پر اقتصادی ترقی ہوتی ہے اور وہاں پر لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور مالیاتی ادارے اس علاقے کی ترقی کے لئے بڑا کام کرتے ہیں لیکن یہ مطلب نہیں ہے کہ سندھ میں جتنے ہیں وہ سارے کے سارے وہیں رہیں وہاں ہی ترقی ہوتی رہے۔ میری تو یہ تجویز ہے کہ یہ سارے کے سارے ایک جگہ منتقل نہ کئے جائیں نہ اسلام آباد لائے جائیں اور نہ ہی کراچی میں سارے کے سارے رکھے جائیں بلکہ تمام صوبوں کے ہیڈ کوارٹرز پر رکھے جائیں۔ ضرورت کے مطابق کچھ کو اسلام آباد میں رکھا جائے اور باقیوں کو صوبائی صدر مقامات پر رکھا جائے۔ اسلام آباد میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کا دفتر بھی بن چکا ہے۔ اسکو اگر فوری طور پر یہاں منتقل کر دیا جائے تو اور بھی آسانی ہوگی۔ فنانس منسٹر صاحب ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً صوبائی ہیڈ کوارٹرز پر انکو منتقل کرنے کے احکامات جاری کریں۔ میں شیخ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ جن لوگوں نے بنائے تھے ان کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ تو اس سلسلہ میں ان کے حقوق کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ انہیں تمام پاکستان کی خدمت کرنی ہے اور تمام پاکستان میں پنجاب بھی شامل ہے فرنٹیئر بھی شامل ہے اور بلوچستان بھی شامل ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب فصیح اقبال صاحب!

سید فصیح اقبال: جناب والا! سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جیسے ہمارے عباس شاہ صاحب نے فرمایا اور فضل آغا صاحب نے فرمایا۔ میں دونوں فاضل ممبروں کی بات

[Syed Faseih Iqbal]

کی تائید کرتا ہوں کہ اگر ہیڈ آفس منتقل نہیں ہوتے تو کم سے کم اختیارات ضرور منتقل ہوں دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت جتنے بھی ہمارے قومیائے ہوئے بنک ہیں ان کی تعداد پانچ ہے سب سے پہلے نیشنل بنک آف پاکستان ہے اور اس کے بعد باقی مالیاتی ادارے ہیں بلوچستان کی کسی قسم کی بھی نمائندگی نہیں ہے یہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ، نہ کوئی اس صوبے کا شخص بنکنگ کونسل کا ممبر ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ نمائندگی کا ہے۔ جس طرح ہمارے فاضل دوست نے سرحد کی بات کی ہے میرے خیال میں سرحد میں سے صرف ایک شخص بورڈ کے ممبر ہیں تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تمام صوبوں کے لوگ بنکار ہیں تو ان کو نمائندگی میں برابر کا درجہ دیا جائے۔ مختلف صوبوں کے جو قرضوں کے کیس جاتے ہیں وہ کراچی میں کوئی چھ چھ ماہ پڑے رہتے ہیں اور آپ کو یاد ہوگا جب آپ وزیر خزانہ تھے تو آپ کی سربراہی میں بلوچستان میں ایک کمیٹی بنی تھی، جس میں سرکل آفس کھولنے کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ سرکل آفسز کھل چکے ہیں۔ لیکن ان کی پاورز بالکل nil ہے بلکہ وہ لوگ خود ہیڈ آفس میں بیٹھتے رہتے ہیں۔ ایک لاکھ روپے کا قرضہ بھی کراچی میں منظور ہوتا ہے۔ تو سب سے بڑا مسئلہ لوگوں کی تکالیف کا ہے اور اسی طرح ملازمتوں کا۔ آپ کے زمانے میں جو بھرتی ہوئی تھی اسکے بعد تین سال ہو گئے ہیں بلوچستان سے کسی بھی بنک میں کسی افسر کو نہیں رکھا گیا۔ کلرکوں اور چپڑاسیوں تک کو رکھنے کے اختیارات کراچی میں ہیں۔ لہٰذا مسئلہ اختیارات کی ڈی سنٹرلائزیشن ہے۔ یہ رجحان ہو گیا ہے کہ جہاں بھی ہیڈ آفس ہوتا ہے سارے اختیارات وہیں ہوتے ہیں۔

میری گزارش ہے کہ کوئٹہ میں اس قسم کا دفتر ضرور ہو جو اس قسم کے مسائل کو جلدی سے وہیں نپٹا سکے۔ PICIC کا ایک چھوٹا ریجنل دفتر ہے، آئی ڈی بی کا ایک چیف منیجر ہے جس کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی فائنل سفارشات کراچی بھیجے۔ چھ چھ ماہ تک آئی ڈی بی میں کیس پڑے رہتے ہیں۔ بنک کا بھی یہی حال ہے کہ دو دو سال تک بلوچستان کے کیسوں کی کوئی شنوائی نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مسئلہ ہے اختیارات کی منتقلی کا۔ اگر یہ کام ہو جائے تو انشاءاللہ ہمارے دوست بھی پریس ہیں کریں گے اور وہاں عوام کے مطالبات بھی پورے ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین : جناب شاد محمد خان صاحب!

جناب شاد محمد خان : میں پیر عباس صاحب کی قرارداد کی تائید کے لیئے اس لیئے اٹھا ہوں کہ اس دور میں جب قائداعظم لاؤ لشکر لیکر کراچی آئے تو وہاں سر چھپانے کو بھی جگہ نہیں تھی۔ اس وقت بھی یہ سوچا گیا کہ یہ دارالحکومت کہاں ہونا چاہیئے۔ ہوتے ہوتے وہاں ترقیاتی دور شروع ہوا اور آخر میں یہ بات محسوس کی گئی کہ پاکستان کا دارالحکومت کسی محفوظ جگہ منتقل کیا جائے۔ لہذا ۱۹۶۲ء میں ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ دارالحکومت اسلام آباد منتقل کیا جائے۔ لہذا کراچی میں ان اداروں کا کھلنا اس وقت کی اہم ضرورت تھی۔ اب کراچی کی حیثیت وہ نہیں رہی جو اس وقت تھی۔ کراچی اب صوبہ سندھ کا ایک حصہ ہے۔ اب چونکہ ایک نیا دارالخلافہ قائم ہو چکا ہے تو اس لئے اس دارالخلافہ کو محروم رکھنا یہ سراسر زیادتی ہوگی۔ جناب والا! بات یہاں تکالیف کی ہے کراچی سیچوریشن پوائنٹ پر پہنچ چکا ہے وہاں صنعتی ترقی کافی ہو چکی ہے وہاں تو اب انسانوں کی گنجائش بھی نہیں رہی۔ جب میں ۱۹۴۶ء میں کراچی میں گیا تو وہاں صرف چار لاکھ کی آبادی تھی the cleanest city اسے کہا جاتا تھا لیکن آج کے دور میں اگر آپ جائیں گے تو ۶۰ لاکھ کی آبادی ہوگی۔ وہاں تل دھرنے کو بھی جگہ نہیں ہے۔ لہذا جناب والا! یہ زیادہ اہم ہوگا کہ ان شمالی علاقوں کے لیئے جس میں گلگت اور سکردو تک بھی جائیں گے ان کا بھی خیال رکھا جائے یہ تو کشتی زہری صاحب کی رہائش چونکہ کراچی میں ہے اس لیئے وہ بلوچستان کی آڑ لے کر کراچی کا نام لیتے ہیں ان کے سب ادارے وہاں ہیں اس لیئے وہ کراچی کو ترجیح دیتے ہیں لہذا وزیر خزانہ صاحب اس معاملے پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور ان علاقوں کے لوگوں کو بھی حق دیا جائے کہ وہ اداروں سے مستفید ہو سکیں شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب ملک محمد علی خان صاحب!

ملک محمد علی خان : جناب والا! یہ مسئلہ ایک عمومی حیثیت رکھتا ہے کہ جہاں دارالحکومت ہو وہاں اہم اداروں کے ہیڈکوارٹرز منتقل کیئے جائیں

[Malik Muhammad Ali Khan]

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ ہمارے سندھ کے ان دوستوں کو یا بلوچستان کے ان علاقوں کو جو کراچی سے ملحقہ ہیں ان کی سہولتوں میں کچھ فرق آئے۔ اس سلسلہ میں میری یہ تجویز ہے کہ اسلام آباد میں بینکوں کے ہیڈ کوارٹرز تبدیل کرتے وقت اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ بڑے بڑے فیصلے چاروں صوبوں میں ہی کئے جائیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ تو جہاں تک جناب حسن اے شیخ اور میرے دوسرے دوستوں کے جذبات کا تعلق ہے کہ کسی کو سندھ سے پرخاش ہے یا صوبائی تعصب کی بات ہے، یہ ہرگز نہیں مثال کے طور پر جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ عرصہ پہلے سپریم کورٹ کو اسلام آباد میں منتقل کیا گیا، نیول ہیڈ کوارٹرز کو اسلام آباد میں منتقل کیا گیا تو آخر میں، میں یہی تجویز کروں گا کہ تمام اہم اداروں کے ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں ہی ہونے چاہئیں اسمیں صوبائی تعصب کی کوئی بات نہیں ہونی چاہیئے اور مقامی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جیسے میرے دوست آغا افضل صاحب نے ایک تجویز یہ بھی دی تھی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ان کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے مقامی طور پر صوبائی ہیڈ کوارٹرز میں ان کا بندوبست کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جناب حمزو خان پلیجو صاحب!

جناب حمزو خان پلیجو: جناب والا! سینٹ کا مقصد، اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو چھوٹے صوبے ہیں ان کے ساتھ انصاف کیا جائے اور ان کے ساتھ مساوات کی جائے میں یہ امید کرتا ہوں کہ چھوٹے صوبوں کے جو لوگ ہیں اور ان کے جو حقوق ہیں، یہ سینٹ ان کی حق تلفی نہیں ہونے دے گی جہاں تک ہیڈ کوارٹرز منتقل کرنے کا سوال ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جو پہلے یہاں ہیڈ کوارٹرز منتقل ہوئے تھے ان میں سندھ کے لوگوں کے جو روزگار کا مسئلہ ہے ان میں ان کی نمائندگی صرف ۵ فیصد ہوگی کیونکہ یہاں جو اپوائنٹمنٹس ہوتی ہیں سندھ کے لوگوں کو ان کا پتہ ہی نہیں ہوتا کہ یہاں کوئی

اسامی خالی ہے یا کوئی (advertisement) ہوئی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ اتنے غریب لوگ ہیں کہ وہ اسلام آباد کا خرچہ برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ جو ہیڈ کوارٹرز منتقل کئے جا رہے ہیں یہ ہمارے صوبے کے ساتھ نا انصافی ہوگی کیوں کہ کراچی شہر صوبہ سندھ میں آتا ہے اور وہاں کے روزگار کا مسئلہ ہوگا اور غریب خاندان کے لوگ وہاں جو ملازم ہیں وہ بھی بہت بری طرح متاثر ہوں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایگریکلچر کا ہیڈ کوارٹر یہاں اسلام آباد میں منتقل کیا گیا ہے لیکن سندھ کے جو لوگ قرضے کے لیے اپلائی کرتے ہیں اس وقت ان کا قرضہ منظور ہو کر آتا ہے جب فصل کا ٹائم بھی ختم ہو جاتا ہے ہوتا یہ ہے کہ وہ پیسے وقت پر استعمال ہو نہیں پاتے اور وہ کہیں اور جگہ خرچ ہو جاتے ہیں اور زمیندار قرض دار ہو جاتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ کراچی میں جب صنعتیں ہیں۔ ایکسپورٹ وہاں ہے جب انٹرنیشنل ٹریڈ کا وہاں کاروبار ہوتا ہے تو میرے خیال میں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کراچی سے اسلام آباد ہیڈ کوارٹر منتقل کیا جائے میں فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنا ریزولیوشن واپس لیں اور دوسرے دوستوں سے بھی میں پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ دوست جو عدل و انصاف اور حق کی بات کرتے ہیں ان کو بھی اس بات پر زور دینا چاہیئے اور ان کو بھی حق کی بات کہنی چاہیئے۔ جو خاموش بیٹھے ہیں شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے بڑی سلیس اردو میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مجھ سے بہتر اردو آپ بول سکتے ہیں۔ جناب اکرم سلطان صاحب

Mr. Akram Sultan: Sir, I would not go into various regional or other intricacies. I would only like to point out to the House that these institutions were settled for the private sector. On the private sector, location should be given the maximum importance, not on account of any pressure but purely on economic jutifications, and

[Mr. Akram Sultan]

its viability. Even today when you give a sanction to a foreign bank, the first preference, Mr. Chairman, is that Karachi should be the first place to open the Bank. And the consideration for location in Karachi, Mr. Chairman, is that international port's location, international airports location, Custom House from where major revenue is collected, its location, and there are number of other economic reasons why the private sector chooses the location of either institution or industrial base as it is very well known to you, Mr. Chairman, as you have been expert on finance and economic matters, furthermore as Mr. Ahmed Mian Soomro on the other day had mentioned. Now looking into economics and not going into the regional matters or any other matter, it is uneconomical to conceive the idea that we can shift the headquarters of five nationalised banks which were incorporated by the private sector having looked into every possible economic justification for its location in Karachi. As my friend here has very rightly mentioned, it was a Punjabi who started bank but he chose the location to be in Karachi. Even the National Bank of Pakistan's headquarters are located in Karachi. Mr. Chairman, Sir, there are number of factors of clearance of documents which takes place when the ship arrives in the port and during given limitations the L/Cs expire, the clearance of documents, where the international airport and its location, is an imperative factor.

Mr. Chairman, in addition to this, I would sincerely request the House that they should consider the economic viability of any decision and from my point of view, if PIA headquarters shifting to Karachi which has been, right from inception, owned by the Government, they have the right to do what they like. But it is being realized that the cost is so colossal and so phenomenonal that the purpose that we may achieve in shifting the headquarters from Karachi to Islamabad may be defeated, on account of its cost. Furthermore Sir, Karachi is a cosmopolitan city which has representations from all provinces but I am not touching upon the regionalism. I am purely emphasizing and bringing to the notice of this honourable House that let us for God's sake take decisions which has the economic viability, and these institutions were incorporated by private sector and the private sectors, Mr. Chairman Sir, are known for their competence, of taking decision where to locate their institutions or industries.

It is in our interest not to allow further deterioration in the nationalized banks, which are already a Government department and not a properly functioning banking institutions, where the red-tapism is in the highest order. When the banks were not nationalized, Mr. Chairman, they were functioning and none had any complaint against their efficiency and expeditious decisions. Even a small branch was competent and efficient to take its point of view to the head-office and get the decision in time to meet the need. But now, Sir, here, instead of streamlining these institutions, those gentle-men, who are there i.e. technocrats with due respect to them, are required to be pulled up, they are required to function in the same way as they were functioning under the directions of the enterpre-neurs. Sir, technocrats cannot become entrepreneurs. They need somebody to keep their rein in the hands of an entrepreneur or such competent people, as your goodself or now the Finance Minister, he should effectively participate and in the Ministry a full-fledged monetary department should be there on ensuring the smooth functioning of this institution.

Sir, banking is a commercial institution and commercial via-bility can only be effective if it is purely on commercial account that the decisions are made. If it is made on account of any other reasons, these nationalised banks will be doomed to a disaster. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Javed Jabbar: Sir, as a Senator from Sind, I am consc-ious of the fact that one has the national obligation but I am equally conscious also of the deep connection between forces and finance and I am willing to support the resolution of my dear friend, if he is willing to move the resolution, that the headquarters of the Pakistan Armed Forces should be moved to Nawab Shah or to karachi and I assure him that then there will be a fundamental change in the economic development and the national development of this country. Sir, Karachi has also already suffered deeply by having its capital taken away about twenty-five years ago and now there is a stop of these institutions which is quite unjust.

[Mr. Javed Jabbar]

Secondly, Sir, Karachi is not a European City. It is an Asian City where only a few parts of that city enjoy some privileges. The majority of Karachi's population lives in very abject conditions. I invite him to visit many Kachi Abadies with me and I shall show him how European Karachi is. Sir, the next point is that it is a normal and established international practice that all banks and financial institutions are located as far as possible in one single city in order to achieve economy of cooperation and in order to achieve the economy of scale. This is the logic of modern commercial economic development and by simply shifting a bank away or a few banks away, we will not be arresting economic injustice to other parts of Pakistan. I suggest, Sir, that the only way to do that is to adopt new innovative, progressive policies devoted to economic development. Thank you, Sir.

Dr. Mahbubul Haq: Sir, just I want to say only one or two things very briefly. Sir, basically this issue of shifting the headquarters has been coming up from time to time. I like just to refer the real concern which underlie this. Real concern, Sir, is that there is not enough regional distribution of credit and investments. There is not equitable representation of regions in the bank decision making, that there is not enough accessibility to these banks of various regions. Sir, I hope this Senate which is a supreme body and whose opinion we greatly value, will agree with me that what is important is that the banks, *i.e.* nationalised banks will have a national outlook and a national policy and a national representation and work in the national interest wherever they may be located, location is a matter of history and convenience Sir.

What is necessary to ensure now that there is an equitable credit distribution and sharing of decision making and participation in it. Sir, the Government has in mind very major reform of the nationalized banking system. We have been moving in this direction. the sanctioning powers have been enhanced in many cases over the last 8 years from 1978 to 1984. I will just mention one or two form of clean over drafts. The Zonal Credit Committee, Circle Credit Committee had a power of only one Million. Now, it is fifteen Million. Previously for letter of credit they had power of sanction of

2 Million. Now, they have power of 40 Million. For Industrial loans against extra assets they had no powers but now they have of 15 Million. First, one has to ensure the implementation of the sanctioning powers and even more delegations may be necessary as was suggested by some Senators. By way of representation we are thinking in terms of not only reviewing the representation at present. Sir, we have the institution through a training scheme which inducts youngesters at an early age through a competition with proper regional representation as we do in the civil service and then they form banking cadres that come up over a course of time, they can manage the top managerial position.

Sir, we also, have various suggestions for private banking, the private industrial banking, Provincial Banks and other such institutions. In that case the question where they are located will be a very good question to balance the location of nationalised Banks in Karachi. Sir, for all this we have referred to the National Deregulation Commission. They have under consideration all the suggestions regarding what can be done to improve both the efficiency and the regional operations of the National Banking System and what will be done to introduce Private Banking if necessary in various parts of the country. On that National Deregulation Commission, there are three Senators to represent it Sir. I am sure that the Senate Members can give their suggestions through their Senator colleagues to National Deregulation Commission. Once we have the report Sir, they would be guided by the discussion held here, then, would be guided by terms of reference, they provided them. Then, at a later stage the Senate will be free to discuss what reforms we have in mind, and I hope Sir, in the light of that assurance that the Member concerned, would not press the motion because we are conscious of our responsibilities. And irrespective of the locations of the Banks, where-ever they are, that in their policies, there should be a national outlook whether in credit distribution or of participation in the managerial decision making. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: We have reached the normal limit of the sitting of the House but Pir Abbas Shah Sahib, would you like to say something.

Syed Abbas Shah: Yes, just a few words.

جناب وزیر خزانہ کی اس Assurance کے بعد میں ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر اپنی تحریک پر زور نہیں دے رہا ہوں

Mr. Chairman: Does the House permit the honourable Member to withdraw his resolution?

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Then, this stands withdrawn. I think, we have reached the limit of today's sitting and I have the Order of the President to read out to you.

جناب شاد محمد خان : تحریک آئندہ کے لیے (Defer) کر دی گئی ہیں یا ختم کر دی گئی ہیں ؟

جناب چیئرمین : جی ہاں ! یہ ختم ہو چکی ہیں ۔ محرک نے واپس لے لی ہیں آپ صاحبان نے ان کو واپس لینے کی اجازت دی ہے ۔

ایک معزز رکن : جوگیزئی صاحب نے میرا resolution دہرایا ہے اس کا کیا حکم ہے ؟

جناب چیئرمین : باقی ریزولیشنز lapse ہو گئے ہیں ۔ اگر آپ باقیوں کا پوچھتے ہیں ۔

The Order reads:

> In exercise of the powers conferred by clause (1) of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on 13th July 1985. Signed General Mohammad Zia-ul-Haq, President. So, this sitting in the Senate stands adjourned *sine die*.

[The House proroged sine-die.]

PCPPI—4559(85)Senate—21-5-1986—300.